اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جامعہ مدنیہ جدیدکا ترجمان

علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد

عالِم ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید

مئی ۲۰۲۴ء

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۵	ذیقعدہ ۱۴۴۵ھ / مئی ۲۰۲۴ء	جلد : ۳۲

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 50 روپے......سالانہ 600 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 25 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

jmj786_56@hotmail.com

Whatsapp: +92 333 4249302

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

رابطہ نمبر : 0333-4249302

موبائل : 0333 - 4249301

موبائل : 0345 - 4036960

موبائل : 0323 - 4250027

جازکیش نمبر : 0304 - 4587751

دارُالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر

darulifta@jamiamadniajadeed.org

Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز			۴
درسِ حدیث		حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۹
سیرتِ مبارکہ.....نئے میدانِ عمل میں پہلے کام		حضرت اقدس مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۱۷
میرے حضرت مدنیؒ	قسط : ۱۰	حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ	۲۴
تربیتِ اولاد	قسط : ۱۴	حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۴
رحمٰن کے خاص بندے	قسط : ۲۴	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۳۸
مقاصدِ بعثت		حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۵
فلسطین کی بابت چالیس اہم تاریخی حقائق	قسط : ۲	ڈاکٹر محسن محمد صاحب صالح	۵۵
اخبار الجامعہ		مولانا محمد انعام اللہ صاحب	۶۳
وفیات			۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

۸؍فروری ۲۰۲۴ء بروز جمعرات وطن عزیز پاکستان میں عام انتخابات کا مرحلہ مکمل ہوا جس کے نتیجہ میں سولہویں قومی اسمبلی کے اراکین منتخب ہوئے ، انتخابات کے بعد حکومت سازی کا مرحلہ جتنا زیادہ مشکل نظر آرہا تھا اتنا ہی زیادہ آسان ثابت ہوا بایں طور کہ تحریک انصاف کے علاوہ دو بڑی پارٹیوں کی طرف سے باہمی جمہوری روّیے سامنے آئے ، اگر یہ دونوں پارٹیاں اتحاد نہ کرتیں تو ملکی معاملات دوبارہ انتخابات کی طرف جا سکتے تھے ،ملکی تاریخ کے الیکشن میں یہ پہلا موقع ہے کہ رات کو میڈیا جو بتا رہا تھا صبح ہوتے ہی آسمانی مخلوق نے پورا نقشہ ہی بدل دیا، بڑے بڑے برج الٹ چکے تھے جیتے ہوئے ہارنا شروع ہوگئے اور ہارے ہوئے لوگ جیتنا شروع ہوگئے ! !

ایک اہم بات یہ بھی سب کے پیش نظر رہے کہ اس مصنوعی جیت کو ملک کی سیاست پر مسلط کرنے کے کیا نتائج نکلیں گے ؟ جمعیة علماء اسلام کی قیادت نے بھی ان مصنوعی حالات و واقعات کو محسوس کیا، مقتدر شخصیات نے قائد جمعیة سے ملاقاتیں کی اور پیشکشیں کیں لیکن قائد جمعیة نے اپنی روایات کے مطابق اصولی سیاست کو ترجیح دیتے ہوئے چار بڑے اعلانات کیے

(۱) فروری کے الیکشن کے نتائج کو مسترد کیا !

(۲) ضمنی انتخابات میں حصہ نہ لینے کا اعلان کیا !

(۳) اپوزیشن میں بیٹھنے کا اعلان کیا !

(۴) ایک تحریک کے آغاز کرنے کا اعلان کیا جسے ''عوامی اسمبلی'' کا نام دیا گیا !

اس ''عوامی اسمبلی'' کا پہلا اجلاس ۲۰/ اپریل کو پشین صوبہ بلوچستان میں منعقد ہوا جبکہ ۲/ مئی کو کراچی صوبہ سندھ میں ، ۹/ مئی کو پشاور صوبہ کے پی کے میں عوامی اسمبلی کے انعقاد کا اعلان کیا جا چکا ہے !

تادم تحریر لاہور صوبہ پنجاب میں تاریخ کا تعین نہیں کیا گیا !

قائد جمعیة نے مختلف مواقع پر جن خیالات کا اظہار کیا انہیں ہم نذرِ قارئین کرتے ہیں :

(۱) جب دفاعی قوت سیاسی قوت بن گئی ہے تو تنقید میرا آئینی حق ہے !

(۲) دفاعی قوت نے ایک ایک حلقہ میں اپنی مرضی کے نمائندوں کو چنا ہے !

(۳) ہماری جماعت جمعیت علماء اسلام آئینی و جمہوری راستے سے اس دھاندلی کو بے نقاب کرنے کا عزم وارادہ رکھتی ہے !

(۴) کیا پارلیمنٹ اتنی بڑی مجبوری ہے کہ اس کی ممبر شپ کے لیے بوٹ چاٹے جائیں !

(۵) جمعیة علماء اسلام کو دھاندلی کے ذریعہ شکست سے دوچار کرنے کی منصوبہ بندی اسلام دشمن عالمی قوتوں کے دباؤ کا نتیجہ ہے !

(۶) جمعیة علماء اسلام کی نظر میں موجودہ پارلیمنٹ عوام کی نمائندہ کم اور اسٹیبلشمنٹ کی نمائندہ زیادہ ہے !

(۷) جمعیة علماء اسلام کی عاملہ الیکشن کے نتائج کو مسترد کر چکی ہے !

(۸) ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم نے افغانستان میں امارت اسلامی کے استحکام اور پاک افغان پر امن تعلقات کے لیے جو کردار ادا کیا ہے وہ مغربی دنیا کے لیے قابل قبول نہیں ہے !

(۹) ہمارا جرم یہ بھی ہے کہ ہم نے اسرائیلی ریاستی دہشت گردی کے خلاف اہل فلسطین اور حماس کے موقف کی حمایت کی ہے !

(۱۰) جمعیۃ علماء اسلام یہ طے کر چکی ہے کہ اب ہمیں عوام کی طرف جانا ہوگا، انہیں اعتماد میں لینا ہوگا تاکہ عوام اپنے ووٹ کے تحفظ کے لیے اپنی صفوں میں وحدت لائیں اور اپنے حق رائے دہی کو محفوظ کر سکیں ! قائد جمعیۃ نے اس واضح موقف کو سامنے رکھتے ہوئے صوبہ بلوچستان سے احتجاجی تحریک کا آغاز کر دیا ہے اس احتجاج کو ''عوامی اسمبلی'' کا نام دیا گیا ہے !

۲۰/ اپریل ۲۰۲۴ء بروز جمعہ بمقام پشین صوبہ بلوچستان میں پہلی عوامی اسمبلی کا بھرپور اجلاس ہوا، اس اجلاس سے قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے مرکزی اور تفصیلی خطاب کیا حضرت کے خطاب لاجواب کے اہم نکات درج ذیل ہیں :

(۱) یہ عوامی اسمبلی ہے اس لیے کرسی ٔصدارت پر بیٹھے فرد کو جناب اسپیکر کہہ کر مخاطب کروں گا !

(۲) ہمارے ہاتھ میں پرچم نبوی ہے، ہاتھ کٹ جائیں، سینے چھلنی ہو جائیں مگر اسے جھکنے نہیں دینا، اسے سربلند رکھنا ہے !

(۳) میرا کارکن اس راستے میں تھکن سے واقف نہیں کیونکہ اسے معلوم ہے کہ

الجهاد ماض الی یوم القیامة

(۴) اسمبلیاں خریدی اور بیچی گئی ہیں ! تحریک چلائیں گے اور ان جعلی حکمرانوں کو حکومت کرنے نہیں دیں گے !

(۵) کٹھ پتلی حکمرانوں کے پیچھے کب تک چھپو گے ؟

(۶) پاکستان کے بنانے میں فوج کا کوئی کردار نہیں ! اس ملک کو بنانے اور بچانے کے لیے قربانیاں مدراس، علماء اور عوام نے دی ہیں !

(۷) آج ہماری اسٹیبلشمنٹ مدارس کے خاتمے کا سوچ رہی ہے !

(۸) یاد رکھو ! جب جنگ چھڑے گی تو اپنے بارے میں سوچو کہ تم رہو گے یا نہیں رہو گے ؟

(۹) ہم نے ہمیشہ ملک کو مستحکم کرنے کے لیے کردار ادا کیا ہے !

(۱۰) اگر تم آئین اور جمہوریت کو اپنے بوٹوں تلے روندتے رہو گے اور پارلیمنٹ کو اپنی لونڈی سمجھتے

رہو گے تو آج ہم میدان میں کھڑے ہیں، کل سامنے کا یہ پہاڑ بھی ہمارا انتظار کر رہا ہے !

(۱۱) بزدلی کی سیاست کسی اور نے سیکھی ہوگی، میرے آباء و اجداد اور میری تاریخ نے مجھے جرأت کی سیاست سکھائی ہے، میں بزدلی پر لعنت بھیجتا ہوں !

(۱۲) ان سیاست دانوں نے جو مجھ سے باتیں کی ہیں مجھے معلوم ہیں کہتے ہیں کہ بات آپ کی ٹھیک ہے لیکن یہ آپ کی ہمت ہے ہم تو مجبور ہیں !

(۱۳) پارلیمنٹ میں بیٹھے لوگ عوام کے نہیں، فوجی جرنیلوں کے نمائندے ہیں !

(۱۴) اب مجرم کو مجرم کہنا پڑے گا ! مجرم کو بے نقاب کرنا پڑے گا ! منہ تو سیاست دانوں کا کالا کیا جاتا ہے لیکن ملک کے قیام کے مقاصد کی راہ میں رکاوٹ ہمیشہ اسٹیبلشمنٹ رہی ہے اور وہی ملک کے انحطاط کی ذمہ دار ہے !

(۱۵) فوج اپنے بجٹ کا دس فیصد حصہ مسلح تنظیمیں بنانے اور انہیں پالنے پر خرچ کرتی ہے اور ان تنظیموں کو ہمارے خلاف استعمال کیا جاتا ہے !

(۱۶) ہم نے نشاندہی کی تھی کہ قادیانیت کو اسلام کا اسٹیٹس دلانے کے لیے کچھ قوتیں کام کر رہی ہیں سیاسی راستے سے انہیں ناکامی ہوئی، آج سپریم کورٹ کے ذریعے سے وہ ایجنڈا پورا کیا جا رہا ہے !

(۱۷) بدقسمتی سے چیف جسٹس بھی پشین کا ہے۔ چیف جسٹس صاحب ! آپ کے شہر سے آپ کو پکار کر کہہ رہا ہوں کہ آپ کی نیت ٹھیک نہیں، اپنے فیصلے کو قادیانیت کے لیے ریلیف قرار دے کر علماء کے متفقہ فتوے کے بعد اب ان سے فتوے پوچھ رہا ہے جن کے فتوؤں پر ہمیں کبھی اعتماد نہیں رہا !

(۱۸) سپریم کورٹ کے فیصلے کو مسترد کرتے ہیں !

(۱۹) امریکہ و برطانیہ ! افغانستان، عراق، لیبیا، فلسطین اور پاکستان میں جمہوریت اور انسانی حقوق کے قاتل تم ہو !

(۲۰) اسرائیلی فوج، حماس کے مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکتی، نہتے عوام پر بمباری کر رہی ہے !

(۲۱) جب ایک جرنیل نے افغانستان پر امریکی یلغار کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو ہم تب بھی امارت

اسلامی افغانستان کے ساتھ کھڑے رہے اور اب بھی امارت اسلامی کے ساتھ کھڑے رہیں گے !

(۲۲) جمعیۃ علماء اسلام پاکستانی قوم کو ساتھ لے کر ہمیشہ فلسطینی مجاہدین کے ساتھ کھڑی رہے گی !

(۲۳) اگر بین الاقوامی راستہ ملے تو ہمارے کارکن وہاں جا کر لڑنے کے لیے بھی تیار ہیں !

(۲۴) منزل کے حصول تک جنگ جاری رہے گی !

ہم اعلان کرتے ہیں کہ

(۱) ہم ۸؍فروری کے دھاندلی زدہ الیکشن کو مسترد کرتے ہیں !

(۲) ہم قادیانیت کو ریلیف دینے پر مشتمل سپریم کورٹ کے فیصلے کو مسترد کرتے ہیں !

(۳) ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں !

(۴) ہم امریکہ و مغرب کی جارحیت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہیں !

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

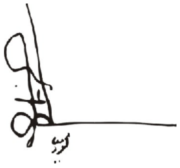

قطب الاقطاب شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ
کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جا سکتے ہیں
https://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat/maqalat1.php

مولای صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا　درسِ حدیث　علٰی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

اسلام نے سب سے پہلے فلاحی مملکت قائم کی !
حقوق العباد بھی معاف کرانا ضروری ہیں !
نبی علیہ السلام کا نمازِ جنازہ پڑھانے سے انکار !

(درسِ حدیث نمبر ۶۵/۲۰۹ ۲۹ رشعبان المعظم ۱۴۰۶ھ/۹ رمئی ۱۹۸۶ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت باری تعالیٰ کا ارشاد ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا ہے یَاابْنَ آدَمَ اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ اے انسان جب تک تو مجھ سے دعا مانگتا رہے گا امید قائم رکھے گا تو میں تجھے بخشتا رہوں گا عَلٰی مَا کَانَ فِیْکَ (چاہے) تجھ میں جو بھی کمی ہو وَلَا اُبَالِیْ اور مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے ! یہ کسی چیز کی پرواہ نہ ہونا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ میرے لیے کوئی کام مشکل نہیں، کوئی کام کوئی وزن نہیں رکھتا میں بے پرواہ ہوں جو چاہوں کروں اختیارات بھی قدرت بھی بے نیازی بھی تمام چیزیں ظاہر ہوتی ہیں وَلَا اُبَالِیْ کے لفظ سے !

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اے انسان اگر تیرے گناہ اتنے زیادہ ہو جائیں کہ عَنَانَ السَّمَآءِ آسمان کی طرف جو بادل ہیں وہاں تک پہنچ جائیں ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ پھر تو مجھ سے ان کی معافی چاہے غَفَرْتُ لَکَ [1] میں بخش دوں گا ! !

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبة رقم الحدیث ۲۳۳۶

بندوں کے حقوق :

اور بخشنے میں ایسی چیزیں آجاتی ہیں کہ جن کا تعلق دوسرے بندوں سے ہو، حدیث شریف میں آتا ہے مثال کے طور پر کہ اگر کسی آدمی پر قرض ہے تو وہ قرض اسے ادا کرنا پڑے گا چاہے دنیا میں خود ادا کردے، چاہے وصیت کر جائے اور اگر نہیں ادا کیا ہے تو قیامت میں ادا کرنا پڑے گا ! وہ شہید کا بھی معاف نہیں (اس کے علاوہ دوسرے) گناہ معاف ہو جاتے ہیں !

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اَلسَّیْفُ مَحَّاءٌ لِّلذُّنُوْبِ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یہ تلوار جو ہے یہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے صاف کر دیتی ہے اور کہیں آتا ہے کہ کَفٰی بِبَارِقِ السَّیْفِ مَحَّاءٌ لِّلذُّنُوْبِ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وہ جو تلوار کی چمک ہے وہ گناہوں کو معاف کرنے کے لیے کافی ہے ! اس طرح کے ارشادات موجود ہیں

کئی طرح کا جہاد :

تو کئی طرح کا جہاد ہے جو جہاد ہی شمار ہوتا ہے مگر سب سے اعلیٰ درجہ اس کا ہے کہ جو تبلیغِ اسلام کے لیے ہو ! دفاعی جہاد بھی ہوسکتا ہے، وطن کے دفاع کا بھی ہوسکتا ہے اس میں جو مارے جائیں گے وہ بھی شہید ہی ہوں گے !

پھر سب سے اعلیٰ اور افضل وہ ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا اس لیے لڑ رہا ہے کوئی آدمی کہ اللہ کے کلمے کی سر بلندی ہو اس لیے جان دے رہا ہے اور لے رہا ہے یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ مارتے بھی ہیں مارے بھی جاتے ہیں ! جب انسان میدانِ جہاد میں ہو خدا کے لیے تو اگرچہ تلوار اپنے کو نہ بھی لگے مگر اس کی چمک بھی بڑی چیز ہے اور اگر اپنے کو لگ رہی ہے تو جس وقت اپنے اوپر آتی ہوئی دیکھ رہا ہے تلوار وہ لمحہ جو ایک سیکنڈ سے بھی کم ہوتا ہے وہ کیسے گزرتا ہے اور کیا کیفیت بدن میں پیدا کر جاتا ہے وہ بس کافی ہے گناہوں کو مٹانے کے لیے !

حقوق العباد بندوں ہی سے معاف کرانا ہوں گے :

لیکن قرض تو رہتا ہے ! اور جیسے قرض رہتا ہے ویسے ہی حقوق بھی رہتے ہیں ! یعنی کسی کو گالی دی وہ حق باقی رہے گا، کسی پر الزام لگایا وہ باقی رہے گا، کسی طرح کی بھی حق تلفی کسی دوسرے آدمی کی

کی ہو تو وہ اس آدمی سے معافی لینی پڑتی ہے چاہے واضح کرے اور معافی چاہے ! چاہے واضح نہ کرے اور معافی چاہے ! دونوں طرح ہو سکتا ہے، وضاحت نہیں کرتا کہتا ہے کہ آپ کے حق میں تقصیرات ہوتی رہی ہیں وہ معاف کرالیتا ہے اس سے تو وہ بھی ٹھیک ہے ! اس سے بھی بہت سی چیزوں کی معافی ہو سکتی ہے !

دوسری شکل یہاں جو آرہا ہے کہ تیرے گناہ پہنچ جائیں بادلوں تک پھر تو مجھ سے معافی چاہے ! تو گناہوں کی دو قسمیں ہوتی ہے :

گناہوں کی ایک قسم وہ ہے کہ جو انسان اور خدا کے درمیان غلطیاں نافرمانیاں اس قسم کی کہ جن کا تعلق اس بندے اور خدا کے ساتھ ہے بس ! ! !

اور دوسری غلطیاں اس قسم کی ہیں کہ جس میں کوئی اور مخلوق بھی شامل ہو رہی ہو ! مخلوق اس لیے کہہ رہا ہوں کہ جانوروں تک کا یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی زیادتی نہیں کر سکتے وہ بھی منع آیا ہے اور اتنی مکمل تعلیم کسی دین میں نہیں ہے جتنی اسلام میں ہے !

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں معاف کردوں گا اگر استغفار کیا وَلَا اُبَالِیْ . اور لَا اُبَالِیْ کا مطلب یہ ہے کہ تیرے ذمہ جو حقوق ہیں ان کو ادا کرنا ایک کام ہے یہ میں ادا کردوں گا ! اگر خداوندِ کریم کی کسی بندے پر نظر رحمت ہو جائے تو پھر یہ فیصلہ ہو گیا کہ اس کو بخشنا ہی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو بخشتے ہیں تو پھر جن لوگوں کے حقوق ہیں اس کے ذمہ، ان کے حقوق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ادا فرما دیتے ہیں اس آدمی کو جس کا حق ہے جس کا قرضہ ہے اس کو قیامت کے دن وہاں اتنا دے دیا جائے گا کہ وہ خوش ہو جائے اور اسے معاف کردے، دینا بہر حال ہوگا اس کا حق مارا کہیں نہیں جائے گا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ذرّہ کے برابر بھی اللہ تعالیٰ زیادتی نہیں فرماتے تو وہ تو ملے گا اسے ضرور جس کا حق ہے ! لیکن جس پر حق ہے اس کی مدد کیسے ہو ؟ اس کی مدد اس طرح پر ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس دوسرے آدمی کو راضی کریں گے کہ تو اتنا لے لے اگر وہ کہے گا نہیں تو اور دیں گے پھر کہے گا نہیں پھر اور دیں گے حتی کہ وہ کہے گا ٹھیک ہے ! اس طریقے پر ہوگا !

تو یہ لَا اُبَالِیْ کے جملہ سے مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہوں کہ جب میں بخشنا چاہوں کسی کو تو بخش ہی دیتا ہوں اور کوئی پرواہ نہیں ہوتی ! وہ جو لوگ ہیں جن کے حقوق ہیں اللہ ان کے حقوق کا بھی ذمہ لے لیتا ہے کہ وہ میں ادا کردوں گا اور میں دے دوں گا اس کو ! [1]

نبی علیہ السلام مقروض کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے :

ایک دفعہ ایسے ہوا کہ ایک صحابی کا جنازہ لایا گیا پوچھا کہ قرض ہے ؟ لوگوں نے کہا کہ ہے ! آپ نے دریافت فرمایا هَلْ تَرَكَ وَفَاءً لِّدَيْنِهٖ اس نے چھوڑا ہے کچھ کہ قرض ادا ہوجائے ؟ تو صحابۂ کرامؓ میں سے ان کے وارثوں نے جواب دیا کہ نہیں اس کے پاس تو کچھ نہیں تھا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز پڑھ لو اس کی ! لیکن ایک صحابی اور تھے انہوں نے کہا کہ جناب نماز پڑھادیں اس کی وَعَلَیَّ دَيْنُهٗ [2] اس کا قرض جو ہے وہ میں ادا کردوں گا ! تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز پڑھادی ! !

آپ نے جہالت کی عادتیں ختم کرادیں :

گویا آپس میں جو اُن کا طریقہ تھا (جو زمانۂ جاہلیت سے) پرانا چلا آرہا تھا کسی سے کوئی کام کرالیا مزدوری نہیں دی، کوئی ادھار لے لیا اور کہہ دیا کہ اب جو مانگے گا دیکھا جائے گا، ہمت ہے تو لے کر دکھائے ہم سے ، دیکھتے ہیں کیسے لیتا ہے یہ ہم سے، وغیرہ یہ جہالت کی چیزیں تھیں جیسے غنڈہ گردی ہو ایک طرح کی، یہ ان میں بڑے بڑے لوگ کیا کرتے تھے ! !

یہی عاص ابنِ وائل سہمی تھا، حضرت خباب رضی اللہ عنہ زمانۂ ابتداءِ اسلام میں بھی لوہار تھے لوہے کا کام کیا کرتے تھے ! حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو اس نے آرڈر دیا اور بنا کے انہوں نے پہنچادی چیزیں،

---

[1] مگر اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت کس پر ہوتی ہے اس کا علم دنیا میں نہیں ہوسکتا موت کے بعد ہی پتہ چلتا ہے اس لیے خطرہ کی چیز ہے لہٰذا مرنے سے پہلے ہی معاملہ صاف کرالینا چاہیے۔ محمود میاں غفرلہٗ

[2] بخاری شریف ج ۱ ص ۳۲۳

پیسوں کا تقاضا کیا تو اَکڑ گیا ! ٹلاتا رہا ! پھر کہنے لگا کہ لَا اُعْطِیْکَ حَتّٰی تَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ میں تمہیں اس وقت دوں گا جب تم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دو ان کی نبوت کا انکار کرو تو میں دوں گا ! یعنی جو تم ایمان لائے ہو اس سے ہٹو ! انہوں نے کہا کہ نہیں لَا اَکْفُرُ حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ نہیں میں اسلام پر جما رہوں گا کفر پر نہیں آؤں گا انکار نہیں کروں گا ان کی نبوت کا حتی کہ تو مرے اور تو دوبارہ زندہ ہو قیامت کے دن ! وہ بہت ہوشیار تھا حاضر دماغ حاضر جواب تھا کہنے لگا جب قیامت کے دن زندہ ہوں گا فَسَاُوْتٰی مَالًا وَّوَلَدًا [1] وہاں پھر میرے پاس مال بھی ہوگا اولاد بھی ہوگی وہاں دے دوں گا تمہیں ! ! نہیں دیے پیسے، بڑے بڑے شریف لوگ جو کہ سردار تھے اور سرداروں میں یہ بد دماغی، بد معاملگی، نہ دینا، لے لیے دیے ہی نہیں یہ عام تھیں اس طرح کی چیزیں [2] رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے بہت زیادہ تنبیہ کی کہ یہ عادتیں چھوڑو ! کسی کی ایک پائی بھی ہے تو دینی پڑے گی ! !

تقسیم سے پہلے اپنے طور پر مالِ غنیمت سے کوئی نہیں لے سکتا :

مالِ غنیمت میں سے ایک صاحب نے کچھ لے لیا ! کوئی چیز کسی طرح کی عام معمولی چیز تو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ یہ تو جائز ہی نہیں ہے ! تو کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی ہو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جائے اس وقت تک وہ ایک آدمی کی نہیں ہو سکتی ! اگر ایک آدمی اس میں سے کوئی چیز لے لیتا ہے تو اس نے سب کی خیانت کی ! تو واقعات اس طرح کے گزرے ہیں ایسے عجیب کہ جن سے صحابۂ کرامؓ ڈر گئے ! !

مالِ غنیمت میں خیانت کا وبال :

ایک صاحب تھے رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ کسا کرتے تھے وہ خادم تھے یا غلام تھے بہر حال وہ کجاوہ کس رہے تھے یا کیا کر رہے تھے ؟ اچانک ایک تیر لگا آ کر ایسے کہ ان کا انتقال ہو گیا !

---

[1] بخاری شریف ج ۱ ص ۲۸۱ و ۳۰۴ [2] اسی طرح کے کام آج کل غریب مسلمانوں کو قادیانی، عیسائی اور آغا خانی بنانے کے لیے این جی اوز کر رہی ہیں۔ محمود میاں غفرلہٗ

اب لوگوں نے کہا هَنِيْئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ اس کے لیے شہادت مبارک ہو ! مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے واقفیت جو دِلا دی ہے اس کی بناء پر ان میں موت کا ڈر ختم ہو گیا ہے ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہے ! كَلَّا اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِیْ غَلَّهَا لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا یہ جو اس نے چادر کوئی لے لی تھی وہ اس نے خیانت کی تھی تقسیم نہیں ہوئی تھی، تقسیمِ مال کے بغیر اس سے پہلے ہی اس نے وہ چُرا لی تھی چھپا لی تھی، میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس کے اوپر آگ بن کر جل رہی ہے لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا تو پھر پتا چلایا دیکھا تلاش کیا تو واقعی اس کے پاس ایسی چیز تھی ! تو آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے ! ! ؟

جب یہ اعلان فرمایا تھا آپ نے تو اس وقت ایک صاحب کوئی چیز لے آئے کہ یہ جناب ذرا سی چیز ہے ! ایک اور صاحب تھے وہ تسمہ لے آئے جوتے کا ایک تھا یا دو تھے تسمے ! تو آپ نے دونوں کو یا یہ فرمایا یا یہ فرمایا اگر ایک تھا تو شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ یا فرمایا شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ[1] وہ جوڑا تھا اگر تو اس کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ تو جہنم کے ہیں ! ! تو بالکل خیانت نہیں کر سکتا مالِ غنیمت میں، سوئی بھی نہیں لے سکتا اس سے، جب تقسیم ہو جائے بس پھر ٹھیک ہے ! پھر تمہارے حصے میں جو چیز آئی وہ بالکل حلال ہے اور بابرکت بھی ہے ! ورنہ یہ حال ہے کہ وہ نار ہے آگ ہے ! !

صداقت و دیانت ..... بگڑے ہوئے سدھر گئے :

تو رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ و التسلیم نے ان لوگوں کو زمانۂ جاہلیت کی چیزوں سے نکال لیا ! آخرت ان کے سامنے رہتی تھی اور کوئی بد دیانتی ان کے اندر نہیں رہی ! ادنیٰ سے ادنیٰ بد دیانتی بھی نہیں رہی، سوئی کے بھی وہ روادار نہیں رہے کسی حقیر چیز کو بھی اِدھر سے اُدھر کر دیں اُدھر سے اِدھر کر دیں، نہیں ! یہ اِدھر ہی رہے گی اِدھر سے اُدھر نہیں جا سکتی حالانکہ حقیر ترین چیز ہے ! تو بڑی چیز کا تو کہنا ہی کیا ہے ؟ اور یہی صحابۂ کرامؓ ہیں کسریٰ کا محل یہ دریا پار بھی تھا اور اِدھر بھی تھا بغداد کی طرف جب وہ فتح ہوا ہے

---

[1] مشكوة المصابيح كتاب الجهاد باب قسمة الغنائم و الغلول فيها رقم الحديث ۳۹۹۷

تو بڑی بڑی سونے کی بہت بڑی چیزیں ایک صاحب لائے ، لاکر حضرتِ سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیں اتنی بڑی بڑی قیمتی چیزیں کسی نے ان میں سے ایک چیز بھی نہیں لی جواہرات میں سے ایک دانہ بھی نہیں لیا ! ! !

خدائی نصرت ..... دریامیں گھوڑے اتار دیے :

خدا کی نصرت ان کے ساتھ تھی اسی لیے وہ دریا پار کیا ہے ! اور دریا میں طغیانی تھی وہ لوگ غافل تھے کہ طغیانی میں بغداد کے اس طرف تو آ ہی نہیں سکتے ! تو صحابہؓ نے غور کیا غور کرتے رہے دعا کرتے رہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ ! پھر ان کے ذہن میں یہی آیا کہ ایسے کرو اسی دریا ہی میں چلو وہ چلے گھوڑے بھی تیرے ان کے ! ؟ اور گھوڑا ایسا تیرنے والا جانور نہیں ہے کہ بیٹھا رہے سوار اور سامان بھی لدا رہے اور وہ تیرتا بھی رہے ! تھوڑا تو تیر لیتا ہے اور بھینس خوب تیر لیتی ہے ! گھوڑا نہیں تیر سکتا اس طرح سے اتنا وقت ! وہ دریا گہرا تھا جہاں گہرا تھا وہاں بھی اللہ نے اس کو گہرا نہیں رکھا ان کے لیے ! ؟ اللہ تعالیٰ نے ایسے آسان فرما دیا اور کسی کا کوئی سامان گُم نہیں ہوا ! ایک آدمی کا ایک پیالہ گُم ہوگیا ! اسے لوگوں نے کہا کہ یہ کیوں گُم ہوا ہے تیرا پیالہ ؟ کیا وجہ ہے جو گُم ہوگیا ؟ اس نے کہا کہ میں نے کوئی نافرمانی خدا کی نہیں کی ہے اور مجھے امید ہے کہ مل جائے گا ! پھر وہ پیالہ بھی مل گیا ! وہ کسی جھاڑی میں اٹک گیا تھا !

دشمن ڈر گیا اور ہتھیار ڈال دیے :

ان لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ یہ (طوفان کے باوجود دریا پار کرکے) ادھر آرہے ہیں تو ہتھیار ہی ڈال دیے ، کوئی لڑا بھی نہیں ان سے اور ایسے لوگوں سے لڑا بھی نہیں جاسکتا ! تو ان لوگوں میں دیانتداری اتنی آگئی اور پہلے وہ حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ مقروض پر نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن جب ذہن نشین ہوگیا مسئلہ اور اہمیت لوگوں کے سامنے آگئی کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہوں اور انکار کردیں نماز پڑھنے سے اس کی ! یہ تو ان کے لیے سب سے بڑے اَلَم کی بات ہے دکھ کی بات ہے ! اس کے بعد تو کوئی اس طرح سے ہوا نہیں ہوگا قصہ ، خود بخود بھی نہیں ہوا ہوگا ! جو رسول اللہ ﷺ کے اشارے پر

چلتے تھے وہ ایسی چیز کے بعد کہاں ایسا کر سکتے تھے تو عادت ٹھیک ہوگئی ! !

سب سے پہلی فلاحی مملکت :

ایک دم جب ٹھیک ہوگئے اور اُدھر رسول اللہ ﷺ کے پاس مالِ غنیمت بھی آیا بیت المال میں تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب جس کا انتقال ہو جائے تو میں اس کی نماز پڑھ دُوں گا ! اور اگر کوئی آدمی مقروض بے روزگار مر جائے ، بچے اس کے ایسے ہوں کہ ان کا کوئی سہارا نہ ہو تو وہ میرے ذمہ ہے ! ضَیَاعًا اَوْ کَلًّا فَاِلَیَّ جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے ! وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ (او کما قال علیہ الصلٰوۃ و السلام)

" خُمس " محتاجوں میں تقسیم ہو جاتا ، آپ اور ازواج کے لیے کچھ نہ بچتا :

خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا آپ کا جو خُمس آتا تھا مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ تو وہ اسی طرح سے خرچ ہو جاتا تھا گھر میں تو کوئی چیز رہتی نہیں تھی خود بھی ایسے ہی خرچ کرتے تھے ! ازواجِ مطہراتؓ بھی ایسے ہی خرچ کرتی تھیں !

تو یہاں (اس حدیث شریف میں) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وَلَا اُبَالِیْ اسی طرح سے فرمایا کہ اگر تو میرے پاس آئے اور اتنی ہوں تیری خطائیں کہ جس سے زمین بھر جائے اور پھر میرے پاس تو آتا ہے لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا اور شرک نہ ہو تیرے پاس تو میں تیرے لیے اتنی ہی زیادہ مغفرت اپنی عطا فرماؤں گا اور نوازوں گا ! [1]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام پر استقامت دے ، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور اپنی رضا اور رحمت سے نوازے ، آمین ! اختتامی دعا..................(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اپریل ۲۰۰۹ء)

---

[1] مشکٰوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ رقم الحدیث ۲۳۳۶

سیرتِ مبارکہ

دارُالھجرت اور حضرات مہاجرین کے لیے دعا

درستی آب وہوا اور حفظانِ صحت کے لیے پیغمبرانہ تدبیر

مؤرخِ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے چند اوراق

✡ ✡ ✡

یَثْرِبُ کے بجائے مَدِیْنَۃُ النَّبِیْ :

﴿ وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّلَاَ جْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴾ [۱]

''جن لوگوں پر (ان کے ایمان لانے کی وجہ سے) ظلم ہوا اور ظلم سہنے کے بعد انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی تو ہم ضرور انہیں دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا بدلہ تو کہیں بڑھ کر ہے، کاش یہ لوگ علم سے کام لیتے! یہ (مہاجرین) وہ ہیں جو ہر طرح کی مصیبتوں میں ثابت قدم رہے اور جو اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں''

مکہ جو حضرات مہاجرین کا وطن تھا نہایت خشک اور گرم مقام تھا نیچے ریت اور کنکریاں اوپر گرم پہاڑ جن میں شادابی کا نام نہیں تھا ! اس کے برخلاف یَثْرِبْ شاداب باغوں کے بیچ میں ایک کھلی ہوئی آبادی ہر طرف کھیت اور سبزہ، اس کی ایک وادی جس کا نام بُطْحَان تھا [۲] گویا گندے پانی کی جھیل تھی جہاں سڑا ہوا پانی ہمیشہ بہتا رہتا تھا جس کی وجہ سے پورے یثرب کی آب ہوا مرطوب رہتی تھی [۳]

---

[۱] سُورۃ النحل : ۴۱

[۲] اس طرح کے میدان جن میں سیلاب آتا تھا علاقہ یثرب میں تین تھے العَقِیْقُ ، بُطْحَان ، قَنَاۃ.(معجم البلدان)

[۳] بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اَوْبَأُ اَرْضِ اللّٰہِ '' اللہ کی زمین میں سب سے زیادہ وباوالی سرزمین'' (بخاری ص ۲۵۳)

مکہ جیسے گرم اور خشک مقام کے آدمی یہاں آتے تو بیمار پڑ جاتے تھے اسی وجہ سے یہاں کا بخار حُمّٰی یَثْرِبْ پورے عرب میں مشہور تھا چنانچہ حضرات مہاجرین یہاں پہنچے تو مزاج خراب ہو گئے حضرت صدیقِ اکبرؓ کو نہایت تیز بخار وہ بحرانی کیفیت میں یہ شعر پڑھتے تھے

کُلُّ امْرِءٍ مَصَبَّحٌ فِیْ اَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

''لوگ اپنے اہل و عیال میں ہوتے ہیں تو صبح صبح ان کو دعا دی جاتی ہے اَنْعِمْ صَبَاحًا [1] اور حال یہ ہے کہ موت جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اگرچہ حبشی تھے [2] مگر عمر گزری تھی مکہ کی گلیوں اور اس کی وادیوں میں ان کو بخار ہوا تو وہ بخار کی گھبراہٹ میں یہ اشعار پڑھتے تھے

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَةً بِوَادٍ وَ حَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَ جَلِیْلُ

وَهَلْ اَرِدْنَ یَوْمًا مِیَاهَ مَجِنَّةٍ وَهَلْ یَبْدُوَنْ لِیْ شَامَةٌ وَ طَفِیْلُ

''کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کیا میں کوئی رات وادی (مکہ) میں اس حالت میں گزار سکوں گا کہ میرے گرد (گیاہ) اِذْخِرْ [3] اور (گیاہ) جَلِیْل ہو اور کیا کسی روز مَجِنَّةْ [4] کے چشموں پر میرا ورود ہو سکے گا اور کیا کوہِ شامہ [5] اور کوہِ طفیل مجھے سامنے نظر آئیں گے''

---

[1] یہ اہل مکہ کی تہذیب تھی صبح اُٹھتے ہی ایک دوسرے کو کہتے تھے اَنْعِمْ صَبَاحًا ''آپ کی صبح بہت اچھی'' شعر کہنے والے کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ میں یہاں اپنے اہل و عیال سے دور اس دعا کے سننے سے محروم ہوں

[2] یہ قطعی بات نہیں ہے کہ پیدائش مکہ میں ہوئی تھی، اس میں اختلاف ہے (الاستیعاب) حضرت ابوبکرؓ نے ان کو منہ مانگی قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا، آزاد ہونے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رہتے تھے، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حساب کتاب بھی ان ہی کے پاس رہتا تھا ! پھر مؤذن رسول اللہ ہونے کی سعادت حصہ میں آئی ! کَانَ خَازِنًا لِاَبِیْ بَکْرٍ وَ مُؤَذِّنًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (الاستیعاب)

[3] اِذْخِرْ ایک گھاس کا نام ہے چھتوں اور چھپروں میں لگائی جاتی ہے۔ (بخاری شریف ص ۲۲)

[4] ایک پہاڑ کا نام ہے وَقِیْلَ مَجِنَّةٌ بَلَدٌ عَلٰی اَمْیَالٍ مِنْ مَّکَّةَ وَ قِیْلَ جَبَلٌ (معجم البلدان)

[5] شامة اور طفیل پاس پاس دو پہاڑ ہیں جو مکہ سے پچیس تیس میل کے فاصلہ پر ہیں (معجم البلدان)

پھر ان کے لیے بد دعا بھی کرتے تھے جن کے ظلم و ستم نے ان کو ہجرت پر مجبور کیا تھا ۱؎ کہ

''اے اللہ ان لوگوں نے ہمیں اپنے وطن سے نکال کر اس وباء والی سرزمین میں پہنچایا اے اللہ ان پر لعنت کر'' (ان کو اپنی رحمت سے محروم کردے)

صحابہ کرام کی یہ حالت ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی

''اے اللہ ہمیں ''مدینہ'' بھی ایسا ہی محبوب بنادے جیسا مکہ محبوب تھا یا مکہ سے بھی زیادہ ہمیں مدینہ کی محبت دے دے ! اے اللہ مدینہ کے صَاع میں مدینہ کے مُدْ میں ہمارے لیے برکت عطا فرما ! خداوندا ہمارے لیے اس کی آب ہوا کو صحت بخش کردے اور اس کے بخار کو یہاں سے منتقل کر کے جُحْفَة پہنچادے'' ۲؎

آنحضرت ﷺ کی دعا قبول ہوئی اس قبولیت کے آثار آج تک نمایاں ہیں کہ مدینہ منورہ کی آب ہوا نہایت معتدل اور خوشگوار ہے ! دولت و ثروت مدینہ میں نہیں ہے مگر ہر چیز میں برکت ہے عموماً اہل مدینہ اس برکت کو دولت و ثروت سے بہتر سمجھتے ہیں ! !

۱؎ شیبة بن ربیعة ، عُتبة بن ربیعة ، اُمیة بن خلف (صحیح البخاری ص ۲۵۳) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اگلے سال یہ سب غزوۂ بدر میں مارے گئے !

۲؎ مکة معظمة سے چار منزل تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر مدینہ کے راستہ میں ایک سیلاب زدہ مقام تھا، پہلے اس کا نام ''مَهْيَعَةٌ'' تھا اس وقت ایک بڑا شہر تھا پھر اس طرف سیلاب آنے لگے تو یہ تباہ ہوگیا اور اس تباہی اور بربادی کے سبب سے ہی اس کو جُحْفَةٌ کہا گیا (معجم البلدان) جُحْفٌ کے معنی چھیل ڈالنا ، جَحَفَهُ قَشَرَهُ ، جَاءَ هُمْ سَيْلٌ جُحَافٌ فَاجْتَحَفَهُمْ فَسُمِّيَتْ اَلْجُحْفَةُ (قاموس)

رحمت عالم ﷺ نے اس علاقہ کو بخار منتقل کرنے کے لیے نامزد فرمایا ! یہ خود اس علاقہ کی بربادی کی دلیل ہے رحمتِ عالم ﷺ کب گوارا کر سکتے تھے کہ کسی آباد علاقہ کو وباء کے لیے منتخب فرمائیں ! باقی یہ کہ منتقل کرنے کے بجائے سرے سے اس مرض کو ختم کرنے کی دعا کیوں نہیں فرمائی تو حقیقت ہے کہ جس طرح مزاجوں کی تبدیلی تقاضاء فطرت ہے ایسے ہی بخار بھی فطرت کا تقاضا ہے، جو صاحبِ کمال قدرت کے اسرار و رموز اور قضاء و قدر کی حکمتوں اور مصلحتوں کا مزاج شناس ہو وہ تبدیلی فطرت کی دعا نہیں کر سکتا تھا ! (واللہ اعلم بالصواب)

پھر اس دارُالھجرت کی جو محبت دلوں میں ڈالی گئی اس کا ادنیٰ نتیجہ یہ ہے کہ اس یَثْرِبْ کو یَثْرِبْ کے بجائے اپنے محبوب نبی کی طرف منسوب کر کے مدینة النبی (ﷺ) کہا جانے لگا پھر اسی ایک نام پر بس نہیں ہوئی بلکہ اربابِ ذوق نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق نام رکھے جو سو سے زائد ہو گئے ان میں سے چورانوے نام علامة سمھودیؒ نے وفاء الوفاء باخبار دار المصطفٰی میں شمار کرائے ہیں۔ ۱؎

مواخات (مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ) :

(۱) پچاس کے قریب صحابہ کرامؓ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آچکے ہیں باقی آ رہے ہیں آنے والوں میں وہ بھی ہیں جو مکہ میں صاحبِ حیثیت تھے، جائیدادوں اور کاروبار کے مالک تھے مگر اب یہ سب قرآن پاک کے الفاظ میں ''الفقراء'' ہیں ۲؎ کیونکہ نہ صرف جائیدادوں پر بلکہ ان کے مال و متاع اور سامان و اسباب پر بھی دوسروں کا قبضہ ہو چکا ہے ! عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے رعب داب اور دھاک کے آدمی چند ہی تھے جنہوں نے کھلم کھلا ہجرت کی باقی سب وہ تھے جو چھپتے چھپاتے خالی ہاتھ بمشکل تمام مدینہ پہنچے تھے، ان کے بدن کے کپڑے بھی سالم نہیں تھے ! !

(۲) پوری دنیا میں صرف وہ مٹھی بھر جاں نثار، ان پردیسی فقراء اور تہ دستوں کے مددگار تھے جنہوں نے بیعتِ عقبہ کے موقع پر ان کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی تھی مگر یہ کتنے تھے ان کے ذرائع کیا تھے ؟ صرف تہتر یا چھتر جبکہ ان میں دو عورتیں بھی تھیں ! ۳؎

(۳) یَثْرِبْ اوّل تو کاروباری قصبہ نہیں تھا اور جو کاروبار تھا اس پر یہودیوں کا قبضہ تھا ! قبیلہ اَوسْ اور خَزْرَجْ کے لوگ جن سے حضرات انصار کا تعلق تھا وہ کاشتکار تھے کسی کے پاس اپنی زمین تھی کوئی دوسروں کی زمین میں بٹائی پر کاشت کرتا تھا، جن کی زمینیں اپنی تھیں اقتصادی ڈھانچہ ان کا بھی بگڑا ہوا تھا جس کے پاس جو کچھ پس انداز تھا وہ اَوسْ اور خَزْرَجْ کی آپس کی لڑائی میں ختم ہو چکا تھا جس کا سلسلہ تقریباً ایک سو بیس سال کے بعد تین چار سال پہلے ختم ہوا تھا ! ! !

۱؎ وفاء الوفاء ج ۱ ص ۷ تا ۱۹ ۲؎ سورۂ حشر : ۸

۳؎ جو حضرات بیعت کے موقع پر حاضر نہیں ہو سکے اور مسلمان ہو چکے تھے ان کی تعداد بھی اس سے زیادہ نہ ہوگی

عموماً بَیْعِ سَلَمْ ۱؎ (بَدْھِنِیْ) کی شکل میں یا سود پر پیشگی رقم لے لی جاتی تھی اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ پوری پیداوار اِس سلم یا سود کی نذر ہو جاتی تھی ! ان قبیلوں کے کچھ لوگ ان حالات سے مستثنٰی تھے مگر ان میں سے چند کے سواء باقی سب صاحبِ جائیداد بڑے لوگ اپنے سابق مذہب پر قائم تھے ! !

(۴) اللہ کے گھر (مسجد مبارک) کی تعمیر شروع ہوئی تو رحمۃ للعالمین ﷺ کے سامنے ان درماندہ پردیسی مہاجرین کی بود و باش کا مسئلہ بھی تھا کہ اگر ان کے رہنے کا ٹھکانا ہوجائے تو دَارُالْھِجْرَۃْ میں وطن کی کچھ آسائش میسر آسکے اور پراگندہ حالی ختم ہو، ممکن تھا ان کے لیے الگ محلّہ آباد کر دیا جاتا معاشرت کا جو فرق تھا کہ اہلِ مدینہ کاشتکار اور زمیندار تھے اور مہاجرین تاجر پیشہ، شہری زندگی کے عادی اس کا بھی تقاضا یہی ہونا چاہیے تھا کہ ان کی آبادی الگ ہوتی ! نئی آبادی کے لیے مالی مشکلات کا حل وہ باہمی تعاون تھا جس نے بلا کسی غیر معمولی خرچ کے مسجد مبارک اور ازواجِ مطہراتؓ کے حجرات کی تعمیر کرادی تھی لیکن علیحدہ آبادی سے مہاجرین اور انصار میں شیر و شکر جیسی یگانگت نہیں پیدا ہوسکتی تھی اور باہمی انسیت والفت کی وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو عطا فرمائی تھی (جس کو کلامِ پاک میں خاص طور پر نمایاں فرمایا گیا تھا) وہ مشاہدہ بن کر سامنے نہیں آسکتی تھی ! ۲؎

جن کو مساوات، اشتراکِ عمل اور ایک دوسرے کے لیے ایثار و اخلاص کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا علیحدہ آبادی نہ ان کے لیے مناسب تھی نہ وہ خود یہ علیحدگی برداشت کر سکتے تھے جو اسلامی معاشرہ میں اونچ نیچ کی بنیاد بن جاتی ! اس کے علاوہ تعلیم و تربیت کے لحاظ سے جس مساوی سطح کی ضرورت تھی علیحدہ آبادی اس کے لیے خلیج بن جاتی !

حضراتِ مہاجرین کم و بیش دس بارہ سال تک برکات نبوت سے فیضیاب ہو کر تربیت یافتہ عالم و فاضل بن چکے تھے حضرات انصار کی مخلصانہ ذہانت اگرچہ ان کے لیے رہنما ہوتی تھی مگر اس

۱؎ صحیح البخاری کتاب البیوع ص ۲۹۸

۲؎ ﴿ هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴾ (سُورۃ الانفال : ۶۲ ، ۶۳)

ذہانت میں رحمۃ للعالمین ﷺ ''رؤف رحیم'' کا رنگ بھرنے اور حضرات انصار کو مہاجرین کی سطح پر لانے کے لیے جس تَوَاصِیْ بِالْحَقِّ [1] باہمی احتساب، افادہ اور استفادہ، تعلیم و تعلّم کی ضرورت تھی، الگ آبادی کی صورت میں وہ پوری نہیں ہوسکتی تھی ! ! !

(۵) عرب میں عَقْدِ مُوَالَات کا طریقہ رائج تھا، غیر قبیلہ کا آدمی کسی بھی قبیلہ میں پہنچتا اور ایک معاہدہ کر کے اس قبیلہ میں داخل ہوجاتا، اب اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہوتا، معاہدات صلح و جنگ میں شریک رہتا اور مرنے کے بعد اس کا ترکہ بھی اسی قبیلہ میں تقسیم کیا جاتا ! ! !

حضراتِ مہاجرین اور انصار میں یہ عقد ہوسکتا تھا لیکن یہ عَقْدِ مُوَالَات کچھ روایتیں رکھتا تھا ان میں ایسی روایات بھی تھیں جن کو اسلام برداشت نہیں کرسکتا [2] آنحضرت ﷺ نے ان کو بدبودار فرمایا [3] اور قرآن حکیم نے ان کے برخلاف اعلیٰ بنیادوں پر اسلامی تہذیب و اخلاق کی عمارت بلند کی، اب یہ پیغمبرانہ تدبر تھا کہ عَقْدِ مُوَالَات کے بجائے آپ نے عَقْدِ مُوَاخَات کی بنیاد ڈالی ! [4]

(۶) حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کے مکان میں حضراتِ مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم اجمعین) کا اجتماع ہوا، یہ کل نوّے حضرات تھے، پینتالیس مہاجرین، پینتالیس انصار !

---

[1] ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے اور اس پر عمل کرنے کی نصیحت کرنا !

[2] ہمارے زمانہ کا سیاسی گٹھ جوڑ اور پارٹی بندی اس کا نمونہ ہے کہ حق و انصاف کا نام لینا بھی جرم ہوتا ہے ! جا بیجا، جائز و ناجائز پارٹی کی حمایت کی جاتی ہے اور اسی کو تدبر اور دانشمندی سمجھا جاتا ہے۔

[3] دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ . (صحیح البخاری ص ۷۲۹ کتاب تفسیر القرآن رقم الحدیث ۴۹۰۵)

[4] زمانۂ جاہلیت میں اس تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی کہ حق پر کون ہے اور تقاضاءِ انصاف کیا ہے، صرف یہ معاہدہ (عقدِ موالات) ہی دلیل ہوتا تھا یعنی چونکہ ہمارا حلیف میدان جنگ میں ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اس کی حمایت میں میدان جنگ میں ہوں ! اسلام نے اس قسم کے معاہدہ ہی کو حرام قرار دیا !

چنانچہ آنحضرت ﷺ کا مشہور ارشاد ہے لَاحِلْفَ فِی الْاِسْلَامِ

اور مسلمانوں کے لیے قرآن پاک کی خاص ہدایت یہ ہے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آنحضرت ﷺ نے اپنی صواب دید کے بموجب ان میں سے ایک ایک انصاری کو ایک ایک مہاجر کا نام بنام بھائی قرار دے دیا یہ رحمة للعالمین ﷺ کی پیغمبرانہ فراست اور مردم شناسی تھی کہ جن کو آپ نے بھائی بنایا فطری طور پر ان کے مزاج برادرانہ تھے ، وہ حقیقی بھائیوں سے بھی زیادہ ایک دوسرے کے ہمدرد اور مددگار بن گئے ! اور مزاجوں کی موافقت کے ساتھ جب حضرات مہاجرین سے للّٰہیت اور اعلیٰ اخلاق کا بھی ظہور ہوا تو حضراتِ انصار کے اخلاص نے عقیدت کی شان اختیار کر لی ! اُمُّ الْعَلَاءؓ ایک انصاری خاتون تھیں جن کے گھرانے کے حصہ میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے تھے وہ اپنے مہمان کی اتنی معتقد ہو گئیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو اُمُّ الْعَلَاءؓ نے بڑے وثوق سے کہا شَهَادَتِیْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ یعنی میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً آپ کو بخش دیا ہے ! [1] (سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ ص ۴۴۶ تا ۴۵۴) (جاری ہے)

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (ترجمہ) ''مسلمانو ! ایسے ہو جاؤ کہ انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے یہ اللہ کے لیے (سچی) گواہی خواہ خود تمہارے خلاف ہو یا ماں باپ اور قرابت والوں کے خلاف ہو'' (النساء : ۱۳۵)

نیز ارشاد ہے :

''اگر کسی قوم سے کسی بنا پر ناراضگی بغض اور غصہ ہے تو ہرگز ہرگز ایسا نہ ہو کہ یہ بغض تمہیں ابھار دے اس بات پر کہ اس کے ساتھ انصاف نہ کرو، ہر حال میں انصاف کرو، یہی تقویٰ سے لگتی ہوئی بات ہے'' (سورۂ مائدہ : ۸)

''اور ایک گروہ نے اگر تمہیں خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیا ہے جس سے تمہیں غم و غصہ ہے تو اس کا یہ اثر ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ یہ غم و غصہ تمہیں اس بات پر ابھار دے کہ تم زیادتی کرنے لگو ، تمہارا دستور تو یہ ہونا چاہیے کہ نیکی اور پرہیز گاری کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم کے کام میں مدد نہ کرو'' (سورہ مائدہ : ۲)

[1] آنحضرت ﷺ نے اس طرح وثوق کر لینے اور قسم کھانے کو پسند نہیں فرمایا، کیونکہ کسی کو معلوم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا ، آپ نے تعلیم دی کہ یہ کہنا چاہیے کہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہوگا (بخاری ص ۱۶۶) مگر حضرت اُمُّ الْعَلَاءؓ کا یہ وثوق اور یقین اس بنا پر تھا کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے غیر معمولی تقویٰ اور آپ کے اعلیٰ اخلاق نے ان کو گرویدہ اور معتقد بنا دیا تھا ! !

قسط : ۱۰

میرے حضرت مدنی رحمہ اللہ

حالات و واقعات شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

بقلم : شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ

ماخوذ از آپ بیتی

انتخاب و ترتیب : مفتی محمد مصعب صاحب مد ظلہم ، دارُالافتاء دارُالعلوم دیوبند

مقدمہ : جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد اَرشد مدنی دامت برکاتہم

امیر الہند و صدر المدرسین دارُالعلوم دیوبند

حضرت مدنی رحمہ اللہ کے بڑے بھائی کی شفقتیں :

حضرت مدنی قدس سرہٗ کے بڑے بھائی حضرت مولانا سیّد احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ اعلی اللہ مراتبہ کی شفقتیں تو اس سیاہ کار پر اُس وقت سے رہیں جب میری عمر ڈھائی برس کی تھی جیسا کہ میں اپنی گنگوہ کی حاضری کی ابتداء میں لکھ چکا ہوں اور مدینہ پاک سے اخیر زندگی تک روضۂ اقدس کی خاک وغیرہ بھیجنے کا معمول اخیر تک رہا اور ۱۳۴۵ھ میں جبکہ اس سیاہ کار کا قیام مدینہ پاک میں رہا اس وقت کی شفقتوں کا تو پوچھنا ہی کیا جس حجرہ میں میرا قیام تھا اس میں رطب اور جب رطب کا زمانہ نہ ہوتا تو ایک صندوق عمدہ کھجوروں کا ہر وقت بھرا رہتا تھا میں کھاتا اور بانٹتا اگلے دن صبح کو پھر وہ پر کر دیا جاتا ! ایک ڈبہ تازہ پنیر کا بھرا رہتا، ایک زیر زمزم شریف سے پر رہتی ! اور کیا کیا بتاؤں علی الصباح ایک مستقل برّاد (کیتلی) دودھ کی چائے جس میں مشک وعنبر خوب پڑا ہوتا میری قیام گاہ پر آجاتی ! یہ تو لمبی داستانیں ہیں۔

اس وقت تک تو ان کا ایک گرامی نامہ جو میرے والد صاحب کے انتقال پر تعزیت کے سلسلہ میں آیا تھا وہ اتفاق سے سامنے نظر پڑ گیا اس کے لکھوانے کو میرا جی چاہا مستقل عنوان تو کوئی مولانا مرحوم کا ہے نہیں

اور اگر لکھا جائے تو بہت طویل مضمون ہو جائے ! لیکن اس خط کے نقل کرانے کو میرا بھی جی چاہا بڑے مزے کا ہے اس لیے تبعاً حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے حالات ہی نقل کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے

بسم اللہ

عزیزم میاں مولوی محمد زکریا صاحب سلمکم اللہ تعالٰی

از جانب خاکسار سید احمد غفرلہٗ

بعد اہدائے سلام مسنون الاسلام آں کہ احقر بخیریت رہ کر صحت و عافیت تمہاری مع جملہ کچے بچے کا خواستگار ہے ! اگرچہ آپ مدرس ہو گئے ہیں ہم جیسے دور افتادہ کو کیوں خیال میں لانے لگے مگر اوّل تو اس عاجز کو آپ کے والد بزرگوار سے اور مرحوم کو اس نابکار سے کچھ ایسا تعلق مخلصانہ تھا جس کی وجہ سے اگر آپ خدانخواستہ بے اعتنائی بھی برتو گے تو ایں جانب علیہ الرحمۃ والغفران ایسے نہیں ہیں کہ چپکے ہو کر بیٹھ رہیں !

الحاصل حافظ محمد یعقوب صاحب کے خط سے آپ کے والد ماجد صاحب مرحوم کا اس دارِ فانی کو چھوڑ کر دارِ جاودانی کی طرف منتقل ہونا معلوم ہو کر جو کچھ اثر قلب پژمردہ بلکہ مردہ پر ہوا ہے، عالم الغیب ہی جانتا ہے مگر عزیزم کیا کیا جائے، بجز انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کے چارہ نہیں اسی پر ﴿صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ انعام ملنے کی توقع ہے ! اب آپ کو چاہیے سرٌّ لابیہ کا کرشمہ کر دکھاؤ جیسے کہ وہ اپنے کمالاتِ علمی واخلاقی کی وجہ سے ہر دل عزیز تھے تم بھی اپنے آپ کو ویسا ہی ثابت کرو

ان الفتی من یقول ھا انا ذا   لیس الفتی من یقول کان ابی

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہم العالی کی خدمت میں عرصہ ہوا ایک عریضہ ارسال کیا تھا اس کے تھوڑے عرصہ بعد دوسرا عریضہ بھائی مقبول صاحب کی خدمت میں ارسال کیا، مگر تعجب ہے کہ آج تک کسی کا جواب نہیں آیا، ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ راستہ میں کہیں ضائع ہوا آپ مہربانی کر کے دونوں حضرات و نیز جملہ واقفین کی خدمت میں مؤدبانہ سلام عرض کر دیں اور خصوصیت سے حضرت مولانا مدظلہم اور مولانا رائے پوری مدظلہم کی خدمت اقدس میں زبانی یا بذریعہ تحریر اس عاجز کی طرف سے نہایت ادب سے سلام مسنون کے بعد دعائے فلاح دارین کی التجا کر دیں اور اگر ہمت کر کے دو چار پیسہ کا ٹکٹ خرچ کر کے اس عاجز کو مدینہ منورہ کے پتہ پر دو چار حرف خیر و عافیت وغیرہ کے لکھ بھیجیں تو آپ کی سعادت مندی سے بعید نہیں معلوم ہوتا !

میاں الیاس کو بھی ایک خط لکھا ہے مگر وہ تو ہمیشہ کے سست درست اپنے مطلب میں چست ہیں ! ہم جیسے نابکاروں کی دلداری کی کیا پرواہ کریں گے، مگر یاد رہے گی کہ خدانخواستہ یہ سراپا عصیاں ہندوستان میں آگیا تو ایسی خبر لے گا کہ وہ بھی یاد کریں گے ! اور اگر خدانخواستہ وہ مدینہ منورہ آ گئے تو پھر کیا پوچھنا ! ہندوستان کا راستہ ہی نہ بھلا دیا تو کہنا ! !

ایںجانب علیہ الرحمۃ عنقریب ملکِ شام کو طلاقِ مغلظہ دے کر دو چار روز میں مدینہ منورہ کو بھاگا چاہتے ہیں، بس گویا کہ پا برکاب ہیں ! کیا عجب ہے کہ راستہ میں قدس شریف کی بھی زیارت سے شرف حاصل ہو، نہیں تو سوئز ہوتے ہوئے ینبوع میں جا کودیں گے اور پھر کیف خلقت پر سوا ہو کر منزلِ مقصود کی راہ لیویں گے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مدظلہم کے واسطے ایک سماوار مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہم نے خرید کر ارسال کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا تھا، اپنی بدنصیبی کے اثر سے کچھ کا کچھ ہو گیا اب جا کر دیکھیں گے، مل گیا تو روانگی کی فکر کریں گے میاں زکریا یاد رکھو، اگر میرے خط کا جواب نہ دیا تو پھر میں روٹھ جاؤں گا پھر کتنا بھی مناؤ گے منوں گا ہی نہیں، بس اور زیادہ بات چیت نہیں کرتا ! !

اس کے بعد یہ عبارت بھی تھی جس کو مولانا مرحوم نے قلم زد کردیا تھا

''اگر شکل اوّل کا نتیجہ ظہور پذیر ہوتو اس کو دعا و پیار نہیں تو موجب تاخیر کیا ہے ایجانب علیہ الرحمۃ کے نتیجہ صاحب تو اپنی ماں کو بھی لے گئے، اکیلے رہنا گوار نہیں ہوا اور طرفہ یہ کہ خود تو مدینہ میں اور اماں جان تبوک میں ! ! فقط''

سیّد احمد غفرلہٗ ۲۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

☆

حضرت مولانا کے والا نامے میں سماوار کے سلسلہ میں جو لفظ ہے کہ'' کچھ کا کچھ ہوگیا'' اس لفظ میں اشارہ اس حادثہ عظیمہ کی طرف ہے جبکہ مدینہ کے بالکلیہ انخلاء کا حکومتِ ترکیہ نے اپنے آخری دور میں حکم کیا تھا اور حضرت مولانا سیّد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اڈریا نوپل کی طرف منتقل کیے گئے تھے ! اس کا مختصر حال حضرت مدنی قدس سرہٗ کی خود نوشت سوانح (نقشِ حیات) جلد اوّل ص۴ پر ہے ! شام سے واپسی کے متعلق جو مولانا نے اس خط میں لکھا ہے وہ اسی طویل غیبت سے واپسی کا ذکر ہے اور جب ۱۳۳۸ھ میں اس ناکارہ کی پہلی حاضری حجاز مقدس ہوئی اس وقت مولانا سیّد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نئے نئے واپس شدہ تھے۔ حضرت مولانا سید احمد صاحب قدس سرہٗ کے مکاتیب کا بھی بڑا ہی ذخیرہ اس سیہ کار کے کتب خانہ میں محفوظ ہے اور جو ظرافت و محبت کا نمونہ اوپر کے خط میں ہے اس کے نمونے بھی ان خطوط میں بہت ملیں گے !

بالخصوص ۱۳۳۸ء کے بعد سے وصال تک روز افزوں سلسلہ بڑھتا ہی رہا ۱۳۴۶ھ کے بعد سے چونکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ شرعیہ کا حساب اور ہندوستان کا چندہ، مدرسہ شرعیہ کی روداد کا شائع ہونا بھی اس سیہ کار سے متعلق ہوگیا تھا اس لیے کوئی ہفتہ بھی لمبے چوڑے خط سے خالی نہ جاتا تھا اور اس کے درمیان میں لطائف وظرائف اور محبت آمیز فقرے کثرت سے ہوتے تھے ان کے ایک شاگردِ رشید الحاج عبدالحمید جو آج کل جدہ کے کسی بڑے عہدہ پر فائز ہیں ۱۳۴۵ھ میں میری مدینہ پاک سے واپسی کے بعد ان کی شادی ہوئی، میں اور مولانا مرحوم خوب چاہتے رہے کہ میرے سامنے ہوجائے

مگر مقدر نہ ہوا، میری مدینے سے روانگی کے کچھ دنوں بعد ہوئی تو حضرت مولانا مرحوم نے ایک پر ظرافت خط لکھا تھا کہ آپ کی روانگی کے بعد آپ کے عبدالحمید صاحب دولہا بن گئے ہیں ! چناں چنیں میں نے آپ کی طرف سے پانچ گنی (اشرفی) ان کے نکاح میں خرچ کر کے آپ کے حساب میں درج کر دی ہیں ! میں نے بھی اس کے جواب میں ترکی بہ ترکی ان کو دولہا بنے ہوئے نہ دیکھنے کی حسرت اور شادی میں عدمِ شرکت پر قلق اور پانچ گنی کی قلت پر افسوس لکھ دیا، اب تو میرا بہت ہی دل چاہ رہا ہے کہ حضرت مولانا سیّد احمد صاحب کی شفقتیں اور کچھ خطوط نقل کراؤں، مگر وقت نہیں ہے، جو چیزیں علی گڑھ میں لکھوا چکا ہوں وہیں پوری ہو جائیں تو غنیمت ہے۔ (آپ بیتی ص ۴۱۶ تا ۴۲۰)

تقسیمِ ہند کے ہنگامی حالات و چند واقعات :

۲۸/ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۲/ نومبر ۱۹۴۷ء کو حضرت مدنی قدس سرہٗ نور اللہ مرقدہٗ دیوبند سے روانہ ہو کر شب کو مظفر نگر میں قیام فرما کر دوپہر کو بڑی وقت سے دہلی پہنچے وہاں گاندھی جی، جواہر لال نہرو نے اس پر بہت ہی قلق اور اظہارِ افسوس کیا کہ آپ اس قدر مشقت اور تکلیف اٹھا کر تشریف لائے ہیں، آپ اطلاع کرا دیا کریں، سرکاری ٹرک آپ کو لایا کرے گا، وہی لے جایا کرے گا اور اس وقت بھی ان لوگوں نے حضرت قدس سرہٗ کے لیے ایک سرکاری ٹرک تجویز کیا جو حضرت کو دیوبند لے جائے اور چار فوجی گورکھا اس پر ہتھیاروں سے مسلح حفاظت کے لیے مقرر ہوئے !

حضرت قدس سرہٗ نے اس ناکارہ کو نظام الدین اطلاع کرائی کہ میں سرکاری ٹرک میں فوجی پہرہ کے ساتھ دیوبند جا رہا ہوں، تمہاری مستورات (جو سب نظام الدین والدہ ہارون کی شدتِ علالت کی وجہ سے ۲۱/ شعبان ۱۳۶۶ھ سے گئی ہوئی تھیں اور وہاں ہی محبوس تھیں) کو اس وقت میرے ساتھ جانے میں سہولت رہے گی، میں تو پہلے ہی سے آنے کے لیے سوچ رہا تھا، مستورات کی آمد کے لیے اس سے زیادہ آسان صورت کوئی نہ تھی اس لیے مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی طیبِ خاطر سے نہیں بلکہ قلق سے سب کو اجازت دے دی ! اور ۳/ محرم ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۷/ نومبر ۱۹۴۷ھ دوشنبہ

کی صبح کو حضرت نے اپنا ٹرک نظام الدین بھیج دیا اور زکریا مع مستورات اور مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے طرفین کی آبدیدہ نگاہوں کے ساتھ رخصت ہو کر سوار ہو گئے ! وہ ٹرک چاروں طرف سے پردوں سے بند تھا اور چاروں کونوں پر چار گورکھا مسلح کھڑے ہوئے تھے، آگے کے حصہ میں حضرت اقدس مدنی قدس سرہٗ اور عزیز مولوی عبدالمجید مرحوم اور عالی جناب محمود علی خاں صاحب رئیس کیلا شپور جو اتفاق سے دہلی گئے ہوئے تھے اپنی ریوالور کے ساتھ آگے بیٹھے تھے اور یہ ناکارہ مستورات کے ساتھ پیچھے تھا، نو بجے دہلی سے چل کر ۲۷ میل کے قریب پہنچے تھے کہ دفعۃً ٹرک خراب ہو گیا، بہت ہی دقت اور مشقت سے اس کو دھکے لگائے، مستورات کو اتارنا مشکل تھا لیکن حضرت مدنی قدس سرہٗ نے باوجود اپنے ضعف و پیری کے بدنی قوت سے زیادہ اپنی روحانی قوتوں کے ذریعہ اس کو بنفس نفیس دھکیلا !

حضرت ہی کی برکت سے وہ چل سکا، ورنہ اس قدر سخت وزنی تھا کہ ہم چند ضعفاء کے قابو کا نہیں تھا، ہم لوگوں کے دھکیلنے سے وہ ذرا بھی جنبش نہ کرتا، حضرت قدس سرہٗ کے زور سے ہی وہ حرکت کرتا تھا، بہت مشکل سے پانچ چھ گھنٹے میں سونتا تک پہنچا وہاں ایک مدرسہ بچوں کا تھا گاؤں والے اور مدرسہ والے حضرت قدس سرہٗ کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور وہ لوگ اپنے یہاں سے مکئی، چاول وغیرہ جس قسم کی بھی ان کے یہاں روٹیاں تھیں اور ساگ وغیرہ لے کر آئے چونکہ میرے ساتھ عورتیں تھیں اس لیے مدرسہ کا ایک حصہ خالی کر کے مستورات کو پہنچایا اور میں اور حضرت قدس سرہٗ مسجد میں چلے گئے اور فوجی ٹرک کو درست کرتے رہے ! ٹیلیفون تو وہاں کوئی تھا نہیں، ایک فوجی گاڑی ادھر سے جاتے ہوئی ملی ان فوجیوں نے ان کے ذریعہ کوئی پیام بھی بھیجا، مغرب کے بعد وہ ٹرک درست ہوا، انہوں نے چلنے کا تقاضا کیا !

حضرت نے فرمایا کہ میرے ساتھ مستورات ہیں بے وقت جانے میں دقت ہے، اب صبح کو چلیں گے مگر وہ فوجی گورکھے کہاں مانتے، زیادہ اصرار کیا، جلدی جلدی عشاء کی نماز پڑھی کھانا کھایا، ٹرک میں چونکہ چاروں طرف پردہ تھا اور چاروں کونے پر فوجی تھے اس لیے راستہ میں بحمد اللہ کسی نے

تعرض نہیں کیا، مظفر نگر آکر حضرت قدس سرہٗ نے ایک حکیم صاحب کے مکان پر ٹرک ٹھہرا کر مجھ سے یہ فرمایا کہ دیوبند میرے جانے کے بعد یہ آگے نہیں جائیں گے، تم کو مستورات کی وجہ سے دقت ہوگی، میں مظفر نگر سے دیوبند دن میں آسانی سے چلا جاؤں گا۔ حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے ان حکیم صاحب کے مکان پر خوب زنجیریں بجائیں، میرے سامنے تو کواڑ کھلے نہیں، حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تم کو دیر ہورہی ہے اور فوجی لوگوں کو بھی خوب تقاضا ہورہا تھا اس لیے مظفر نگر سے براہِ روڑکی سہارنپور صبح کے چار بجے پہنچے۔ (آپ بیتی ص۴۷۳ تا ۴۷۵)

معرکۃ الاراء مشورہ :

۱۰محرم ۱۳۶۷ھ دوشنبہ کی صبح کو حضرت مدنی قدس سرہٗ ڈیڑھ بجے تشریف لائے اور کار میں گنگوہ تشریف لے گئے ! حضرت رائے پوری قدس سرہٗ بھی دوشنبہ کی صبح کو حضرت مدنی کی آمد کی خبر پر دوشنبہ کی صبح کو ہی تشریف لے آئے تھے مگر حضرت مدنی اسٹیشن سے سیدھے گنگوہ تشریف لے گئے تھے، اس لیے نظام سفر واپسی کا معلوم نہ ہوسکا اس لیے حضرت رائے پوری قدس سرہٗ حضرت مدنی کا دن بھر انتظار فرما کر بعد عصر واپس تشریف لے گئے ! مغرب بعد حضرت واپس تشریف لائے اور حضرت رائے پوری کی آمد وانتظار و واپسی کا حال معلوم ہوا تو علی الصباح بہٹ تشریف لے گئے اور وہاں جا کر جب معلوم ہوا کہ حضرت رائے پوری جاچکے تو پیچھے پیچھے رائے پور تشریف لے گئے اور دونوں اکابر عصر سے پہلے سہارنپور تشریف لائے اور بعد مغرب وہ معرکۃ الاراء مشورہ ہوا جس کا بہت سی جگہ اس زمانے میں رسائل واخبارات میں ذکر آیا تھا۔ علی میاں نے بھی حضرت رائے پوری کی سوانح میں اس کا ذکر کیا ہے !

میں دہلی سے واپسی پر حضرت مدنی قدس سرہٗ سے اور سہارنپور آمد پر حضرت رائے پوری سے عرض کر چکا تھا کہ دہلی میں بہت زور و اِصرار میرے اور عزیز یوسف کے پاکستان چلے جانے پر رہا، مگر میں آپ دونوں حضرات کے مشورے پر اپنے سفر کو معلق کیے ہوئے ہوں اور عزیز یوسف کا سفر مجھ پر

موقوف ہے ! رائے پور میں اسی دن حضرت اقدس رائے پوری بھی اشارۃً اس قسم کا ذکر کر چکے تھے کہ پنجاب والوں کا مجھ پر بھی زور ہو رہا مگر میں نے حضرت والا اور حضرت شیخ کے مشورے پر موقوف کر رکھا ہے اس لیے یہ دونوں حضرات مشترک طور پر واپس تشریف لائے اور بعد مغرب کچے گھر میں یہ سیہ کار اور دونوں اکابر مشورے کے لیے جمع ہوئے اور اس کی ابتداء حضرت رائے پوری نے اس عنوان سے کی کہ حضرت ! (خطاب حضرت مدنی کو تھا) اپنے سے تعلق رکھنے والے تو سارے مشرقی اور مغربی پنجاب کے تھے اور حضرت قدس سرہٗ (اعلیٰ حضرت رائے پوری) کے متعلقین بھی زیادہ تر ان ہی دو جگہ کے تھے۔ مشرقی تو سارا مغربی کی طرف منتقل ہوگیا، ان سب حضرات کا بہت اصرار ہو رہا کہ میں بھی پاکستان چلا جاؤں۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بھی حضرت اقدس رائے پوری کو پاکی مسلمانوں کی ضرورتوں کا بار بار احساس دلاتے تھے اور خود اپنا جانا بھی حضرت رائے پوری کی تشریف بری پر محول کیے ہوئے تھے اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ میرا تو مکان بھی مغربی میں ہے اور ان سب مظلومین کی دلداری بھی اسی میں ہے ! شروع رمضان ہی سے ان کا اصرار ہو رہا ہے مگر آپ دونوں حضرات کے مشورے پر میں نے معلق کر رکھا ہے ! یہاں تو پھر بھی اللہ کے فضل سے اہل اللہ ہیں مگر وہاں اللہ اللہ کرنے والوں کا سلسلہ تقریباً ختم ہوگیا ! کچھ شہید ہوگئے کچھ اجڑ گئے اور تقریباً حضرت کی گفتگو کا رخ یہ تھا کہ وہاں قیام ضروری ہے !

اس سب کو سن کو حضرت مدنی قدس سرہٗ نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ ہماری اسکیم تو فیل ہوگئی، ورنہ نہ تو یہ قتل و غارت ہوتا اور نہ یہ تبادلۂ آبادی ہوتا ! حضرت مدنی کا فارمولہ یہ تھا کہ صوبے سب آزاد ہوں، داخلی امور میں سب خود مختار، خارجی امور فوج، ڈاک خانہ وغیرہ سب مرکز کے تحت مرکز میں ہندو مسلم سب برابر ہوں گے ! ۴۵ ، ۴۵ اور ۱۰ جملہ اقلیتیں !

گاندھی جی نے تو اس کو منظور کر لیا تھا مگر مسٹر جناح نے اس کا انکار کر دیا۔ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر ہماری تجویز مان لیتے تو نہ کشت و خون کی نوبت آتی اور نہ تبادلۂ آبادی کی، اب میں تو

کسی کو جانے سے نہیں روکتا، اگرچہ میرا وطن مدینہ ہے اور محمود وہاں بلانے پر اصرار بھی کر رہا ہے مگر ہندوستانی مسلمانوں کو اس بے سروسامانی اور دہشت اور قتل و غارت گری میں چھوڑ کر میں نہیں جاسکتا اور جسے اپنی جان و مال، عزت و آبرو، دین اور دنیا یہاں کے مسلمانوں پر نثار کرنی ہو وہ یہاں ٹھہرے اور جس کو تحمل نہ ہو وہ ضرور چلا جاوے ! حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد پر میں جلدی سے بول پڑا کہ میں تو حضرت ہی کے ساتھ ہوں ! حضرت اقدس رائے پوری نے فرمایا کہ تم دونوں کو چھوڑ کر میرا جانا بھی مشکل ہے ! میں نے تو اس گفتگو کو کسی سے نقل نہیں کیا اور توقع ان حضرات سے بھی معلوم نہیں ہوئی ،لیکن عشاء کی نماز پڑھتے ہی عمومی شور ہر شخص کی زبان پر سنا کہ اکابر ثلاثہ کا فیصلہ یہاں رہنے کا ہوگیا ہے اور پھر ان ہی دونوں بزرگوں کی برکت تھی اور اصل تو اللہ ہی کا انعام واحسان تھا کہ ایک دن پہلے تک جو لوگ تشویش میں تھے وہ اگلے دن اطمینان کی سی باتیں کر رہے تھے ! یہ زمانہ بھی قیامت کی یاد کو بہت ہی تازہ کر رہا تھا اور دنیا کی بے ثباتی ہر شخص پر ایسی مسلط تھی کہ بڑے بڑے قیمتی قیمتی برتن تانبے لوہے کے بہت ہی معمولی پیسوں میں فروخت ہوئے ! دہلی میں نیلام ہوتے تھے اور تانبہ کے برتن بلا مبالغہ دو ڈھائی آنہ سیر فروخت ہوتے، رئیس لوگ اپنی کاروں میں نظام الدین اسپشلوں میں سوار ہونے کے لیے جاتے اور کار اسٹیشن پر چھوڑ کر ریل میں سوار ہوجاتے ! !

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کئی مرتبہ افسوس سے فرمایا کہ لوگ سڑکوں پر عمدہ کاریں چھوڑ کر جارہے ہیں، اگر جمعیة کو دے جائیں تو ان کو فروخت کر کے جمعیة کے کام میں لایا جاسکتا ہے، اب اس طرح لاوارثی مال کو کیا کام میں لایا جاوے ! لاقانونیت اس طرح پھیلی ہوئی تھی کہ اس کے قصے بھی بہت ہی ناقابل تحریر ہیں، اس زمانے میں دہلی میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمة اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کو بلند درجات عطا فرماوے، سارے دن دہلی کے فساد زدہ علاقوں میں نہایت بے جگری سے پھرتے تھے، مسلمانوں کو دلاسہ دیتے اور گالیاں سنتے مگر اللہ ان کو مراتبِ عالیہ نصیب فرماوے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تحمل اور برداشت خوب عطا فرمایا تھا۔ (آپ بیتی ص ۵۷۷ ، ۵۷۸)

وسعت ظرفی اور حسن سلوک :

اوران سے بڑھ کر میرے حضرت مدنی قدس سرہٗ تھے، سارے ہندوستان کا اسی خطرہ کے زمانے میں دورہ فرماتے اور مصائب پر ان کا اجر سناتے، بڑے لانبے لانبے دورے حضرت کے مسلمانوں کو جمانے کے سلسلہ میں ہوئے، ایک چیز پر مجھے بہت ہی رشک آیا، نہایت شدید مخالف، معاند لیگی جنہوں نے حضرت نور اللہ مرقدہٗ کو منہ درمنہ بہت کچھ کہا اور سنایا حضرت ان کو بھی بہت ہی تسلی کے خطوط تحریر فرماتے اور خود جا کر ان کو دلاسہ دلاتے اور ایسی گفتگو فرماتے جیسے یہ حضرت کا بہت ہی معین و مددگار رہے ! مجھے دو آبے کے متشدد لیگیوں کے متعلق خود سننے کی اور حضرت قدس سرہٗ کے گرامی نامے دیکھنے کی نوبت آئی کہ گھبرائیں نہیں ان شاء اللہ حالات کسی وقت سازگار ہوں گے، آپ کو جو تکلیف پیش آوے مجھے لکھیں میں ان شاء اللہ ہر نوع کی مدد کروں گا !

بعض لیگیوں کی سفارش کے لیے ہندو حکام کے پاس بھی تشریف لے گئے جن کے نام میں لکھوانا نہیں چاہتا، مگر حضرت کے علوشان کی داد ہمیشہ دوں گا کہ جن لوگوں نے حضرت کی شان میں غائبانہ اور منہ درمنہ سخت سخت الفاظ کہے حضرت نے ان کی سفارشیں اور اس بات تک کی ضمانتیں لیں کہ اب یہ لوگ آپ کے خلاف کچھ نہیں کہیں گے ! مگر لیگی حضرات کو اس پر بھی اعتماد نہ ہوا اور نہ حضرت کی اس سفارش کی قدر فرمائی اور پاکستان چلے گئے ! حضرت کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات سے نوازے اس زمانے میں حضرت قدس سرہٗ پر تاثر بہت تھا بسا اوقات تقریروں میں کسی کسی بات پر آبدیدہ بھی ہوجاتے تھے۔

وہ محروم تمنا کیوں نہ سوئے آسمان دیکھے
کہ جو منزل بمنزل اپنی محنت رائیگاں دیکھے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وارحمه رحمة واسعة

(آپ بیتی ص ۵۸۰ ، ۵۸۱)

(جاری ہے)

تربیتِ اولاد

قسط : ۱۴

﴿ افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک روحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں ! پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ ، ختنہ وغیرہ امور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں ، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اس کے بعد اس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے ان شاء اللہ مفید ہوگا ! اس کے مطابق عمل کرنے سے اولاد نہ صرف دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی ان شاء اللہ ! اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے ، آمین

اولاد کو نیک بنانے کی پہلی منزل

بچے پر ماں کے اخلاق وعادات کا اثر :

بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو مرد ہونے ہیں اور ان پر ماؤں کے اخلاق وعادات کا بڑا اثر ہوتا ہے حتی کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عقل ہیولانی کے درجہ سے نکل جاتا ہے تو وہ اس وقت بات نہ کرسکے مگر اس کے دماغ میں ہر بات اور ہر فعل نقش (جم) ہوجاتا ہے اس لیے اس کے سامنے کوئی بات بھی بے جا اور نازیبا نہیں کرنی چاہیے بلکہ بعض حکماء نے یہ لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین کی حالت میں ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے افعال کا اثر پڑتا ہے اس لیے حکماءِ الٰہی نے یہ کہا ہے کہ ماں کو لازم ہے کہ حمل کے زمانے میں نہایت تقوی وطہارت سے رہے کیونکہ حمل کی حالت میں بھی اس کے افعال کا اثر جنین (بچہ) پر ہوتا ہے !

ایک حکایت :

اس کے متعلق ایک حکایت سنی ہے گو کتابی نہیں ہے لیکن سمجھانے کے واسطے اس کو بطورِ مثال کے بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ ایک مرد و عورت بہت نیک تھے مگر ان کے بچہ نہ ہوتا تھا بڑی دعاؤں اور امیدوں کے بعد حمل ٹھہرا اور بچہ کی امید ہوئی تو دونوں نے عہد کیا کہ دونوں زمانۂ حمل میں احتیاط اور تقوی سے رہیں گے ! مرد نے بھی بہت احتیاط کی تاکہ اس کے افعال کا اثر عورت پر نہ پڑے اور اس عورت کا اثر جنین (بچہ) پر نہ پڑے ! چنانچہ بڑی احتیاط کے بعد بچہ پیدا ہوا اور اس میں نیک وصلاح کے آثار ظاہر تھے جیسے جیسے بڑھتا گیا نیکی کے آثار نمایاں ہوتے گئے !

ایک مرتبہ وہ ہوشیار ہو کر باپ کے ساتھ بازار جارہا تھا کہ ایک کنجڑے کے ٹوکرے میں سے ایک بیر اٹھا کر کھالیا مرد کو حیرت ہوئی کہ یہ بات اس میں کہاں سے آئی گھر آکر بیوی سے پوچھا کہ بتلاؤ اس میں یہ عیب کہاں سے آیا ؟ معلوم ہوتا ہے کہ تو نے حمل کے زمانہ میں کسی کی چوری کی ہے ! عورت نے کہا کہ میں سوچ کر بتلاؤں گی پھر سوچ کر بتلایا کہ ہمارے پڑوسی کی بیری کی ایک شاخ ہمارے گھر میں لٹک رہی ہے اس میں سے بیر توڑ کر میں نے کھالیا تھا کیونکہ میں نے غلطی سے اس کو چوری نہیں سمجھا ! !

جب جنین (ماں کے پیٹ میں بچہ) پر ہماری حرکتوں کا اثر ہوتا ہے تو ہوشیار بچوں کی طبیعت پر کیوں نہ اثر ہوگا گو وہ بات نہ کر سکتے ہوں مگر اثر بات کا لیتے ہیں اس واسطے اولاد کی اصلاح کے لیے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام نہایت ضروری ہے ! (التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع)

پس اولاد کے نیک ہونے کے لیے پہلا درجہ تو یہ ہے کہ والدین خود نیک بنیں !

اولاد کو نیک بنانے کا دوسرا درجہ :

دوسرا درجہ یہ ہے کہ پیدا ہونے کے بعد اس کے سامنے بھی کوئی بے جا حرکت نہ کریں اگرچہ وہ بالکل ناسمجھ بچہ ہو کیونکہ حکماء نے لکھا ہے کہ بچہ کے دماغ کی مثال پریس جیسی ہے کہ جو چیز اس کے سامنے آتی ہے وہ دماغ میں منقش ہو جاتی ہے پھر جب اس کو ہوش آتا ہے تو وہی نقوش اس کے

سامنے آجاتے ہیں اور وہ ایسے ہی کام کرنے لگتا ہے جیسے اس کے دماغ میں پہلے ہی سے منقش تھے !

غرض یہ مت سمجھ کہ یہ ناسمجھ بچہ ہے یہ کیا سمجھے گا ! یادرکھو جو بھی کام تم اس کے سامنے کروگے ان سے اس کے اخلاق پر ضرور اثر پڑے گا۔ حکماء نے لکھا ہے کہ دودھ پیتا بچہ جو کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتا اس کے سامنے بھی نامناسب کام نہ کرے تاکہ اس کے متخیلہ (دل ودماغ) پر ان افعال کا اثر نہ ہو بلکہ یہاں تک لکھا کہ جنین (بچہ کے ماں کے پیٹ میں) ہونے کی حالت میں بھی ماں کو اچھے اور پاکیزہ خیال رکھنا چاہیے، اس کا بھی اثر پڑتا ہے ! اصلاح کا افضل طریقہ یہ ہے کہ جو کام دوسروں سے کرانا چاہتے ہو ان کو خود کرنے لگو ! (حسن العزیز الکمال فی الدین للنساء)

شروع عمر میں بچہ کی تربیت ونگرانی کی زیادہ ضرورت ہے :

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ابتداءِ (شروع) عمر میں بچہ کی سمجھ ہی کیا ہوتی ہے جو وہ اچھی یا بری بات کا اثر لیں، بچپن میں ان کی تربیت کرنے والا (پڑھانے والا) خواہ کیسا اور کوئی بھی ہو، سمجھ آجانے کے بعد کسی نیک آدمی کے پاس ان کو رکھنے کی ضرورت ہونی چاہیے ! !

سوخوب سمجھ لیجیے کہ یہ خیال غلط ہے ! بچپن میں جبکہ بچہ دودھ پیتا ہے اس وقت بھی اس کے دماغ میں اخذ کا مادہ ہوتا ہے (یعنی کسی بات کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے) گو وہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکے ! اور اس کی مثال ایسی ہوتی ہے کہ جیسے فوٹو گرافر کی، تم جو کچھ کہتے ہو وہ سب اس میں جاکر محفوظ اور منقش ہوجاتا ہے گو اس وقت آواز نہ نکلے لیکن جس وقت ان نقوش پر سوئی چلے گی وہ سب باتیں اس میں سے بعینہٖ نکلیں گی ! یہی حال بچوں کے دماغ کا ہے کہ ابتدائی عمر میں بھی وہ سب باتوں کو اخذ کر کے محفوظ کر لیتا ہے گو اس وقت ان پر عمل نہ کر سکے یا زبان سے ظاہر نہ کر سکے پھر جب اس میں بولنے اور عمل کرنے کی پوری قوت ہوجاتی ہے تو پہلی باتوں کے آثار اس سے ظاہر ہونے لگتے ہیں !

ایک عقلمند تجربہ کار کا قول :

چار پانچ سال کی عمر میں بچہ میں اچھی یا بری عادتیں پختہ ہوجاتی ہیں ! ایک تجربہ کار کا مقولہ ہے کہ بچوں کی اصلاح کا وقت پانچ سال تک ہے اس مدت میں جتنے اخلاق اس میں پختہ ہونے

ہوتے ہیں پختہ ہوجاتے ہیں اس کے بعد اس میں پھر کوئی عادت پختہ نہیں ہوتی ! اس سے معلوم ہوا کہ ہم جس زمانہ کو ناسمجھی کا زمانہ خیال کرتے ہیں وہی وقت بچوں کی اصلاح کا ہے اور بچے اسی زمانہ میں سب کچھ اخذ کر لیتے ہیں یعنی حاصل کر لیتے ہیں ! (الکمال فی الدین للنساء)

سب سے بڑے بچہ کی اصلاح و تربیت کی زیادہ ضرورت :

ایک مسماۃ نے بیان کیا کہ بچوں کی اصلاح کا سہل طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے بچہ کی پوری طور پر تربیت کر دی جائے پھر سارے بچے اسی جیسے اُٹھیں گے ! جیسے کام کرتا ہوا اس کو دیکھیں گے اگلے بچے (یعنی اس کے چھوٹے بہن بھائی) بھی وہی کام کریں گے اور اسی کی عادتیں اور خصلتیں سیکھ لیں گے ! (الکمال فی الدین للنساء ملحق حقوق الزوجین)

تعلیم و تربیت اور اچھی عادتیں سکھانے کی ضرورت :

تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب بچہ بڑا ہو جائے تو اس کو دینی تعلیم سکھاؤ اور خلاف شریعت کاموں سے بچاؤ اور نیک لوگوں کے صحبت میں رکھو، برے لوگوں کی صحبت سے بچاؤ ! غرض جس طرح بزرگوں نے لکھا ہے اسی طرح بچوں کی تعلیم کا اہتمام کرو ! بعض عورتیں اس میں بہت کوتاہی کرتی ہیں اور بچوں کے اخلاق کی درستگی زیادہ تر عورتوں ہی کے اہتمام کرنے سے ہوسکتی ہے کیونکہ بچے شروع میں زیادہ عورتوں کے پاس ہی رہتے ہیں ! اولاد کے یہ حقوق صرف عورتوں ہی کے ذمہ نہیں بلکہ مردوں کے بھی ذمہ ہیں ! (حقوق البیت)

اکثر لوگ بچپن میں تربیت کا اہتمام نہیں کرتے ، یوں کہہ دیتے ہیں کہ ابھی تو بچے ہیں حالانکہ بچپن ہی کی عادت پختہ ہوجاتی ہے، جیسی عادت ڈالی جاتی ہے وہ آخر تک رہتی ہے اور یہی وقت ہے اخلاق کی درستگی اور خیالات کی پختگی کا ! بچپن کا علم ایسا پختہ ہوتا ہے کہ کبھی نہیں نکلتا الا ماشاء اللہ ! چنانچہ بچہ شروع میں ماں باپ کی گود میں رہتا ہے اور ان ہی کو ماں باپ سمجھتا ہے بعد میں اگر کوئی شک ڈالے کہ یہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں خواہ کتنے ہی لوگ شک ڈالنے والے ہوں تو کبھی شک نہ ہوگا ! یہ ہے بچپن کے خیالات کی پختگی ! (حسن العزیز)

(جاری ہے)

رحمٰن کے خاص بندے

قسط : ۲۴

﴿ حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری، استاذ الحدیث دار العلوم دیو بند ﴾

شرک کی بعض مروجہ صورتیں :

علامہ احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مجالس الابرار'' میں شرک کی درج ذیل چھ قسمیں بیان فرمائی ہیں

(۱) شرکِ استقلال :

یعنی ایک یا زیادہ مستقل معبود اور خداؤں کو ماننا جیسے مجوسی (آتش پرست) خالقُ الخیر کو ''یزدان'' اور ''خالقُ الشر'' کو ''اہرمن'' کہتے ہیں اسی طرح مشرکین اور ہندو متعدد معبود مانتے ہیں اس تصور کا قرآنِ کریم میں جا بجا بہت ہی مضبوط انداز میں رد کیا گیا ہے !

(۲) شرکِ تبعیض / شرکِ تثلیث :

یعنی مثلاً ایک کے بجائے تین خداؤں کو ماننا جیسے نصاریٰ (عیسائی) اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام اور روح القدس یا حضرت مریم علیہا السلام ان تینوں کے مجموعے کو ایک کہتے ہیں جس سے انہوں نے ''تین ایک'' اور ''ایک تین'' کا فلسفہ ایجاد کیا ! قرآن کریم میں اس نظریہ کی بھی پرزور انداز میں مذمت کی گئی ہے ارشادِ خداوندی ہے

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (المائدۃ : ۷۳)

''اور بے شک وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے ! حالانکہ ایک معبودِ حقیقی کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اگر وہ اپنی کہی ہوئی بات سے باز نہ آئے تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو ضرور بالضرور دردناک عذاب پہنچے گا''

اور دوسری جگہ فرمایا گیا :

﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ سُبْحَانَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا . (النساء : ۱۷۱)

''اور یہ نہ ہو کہ خدا تین ہیں ! اس نظریہ سے باز آجاؤ، یہی تمہارے لیے بہتر ہوگا بلاشبہ اللہ تو صرف ایک ہے ! اس کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اسی کی مِلک ہے اور اللہ تعالیٰ کافی ہے کارساز''

معلوم ہوا کہ تثلیث کا عقیدہ بھی سراسر غیر معقول اور قطعاً لچر ہے ! !

(۳) شرکِ تقریب :

یعنی اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے کے لیے کسی کو معبود بنا کر خوش کرنا ! اس کی تردید کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا گیا

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ (سُورہ یونس : ۱۸)

''اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکے اور نہ نفع ! اور کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں'' (گویا اللہ کے پیش کار ہیں)

حالانکہ مشرکین کا ان بتوں وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارشی ماننا سراسر بے دلیل اور قطعاً من گھڑت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ پر نہ تو کسی کا زور اور جبر چل سکتا ہے اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو سفارش کرنے کی مجال ہوسکتی ہے ! !

سیّدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد شیطان کی برابر یہ کوشش رہی کہ لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کردے تاآنکہ اس نے تلبیہ کے اندر یہ الفاظ شامل کرادیے

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَہٗ

''میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، مگر تیرا وہ شریک جس کا تو ہی مالک ہے اور وہ از خود مالک نہیں ہے''

(گویا کہ اللہ تعالیٰ کے اختیار دینے کی وجہ سے وہ شریک بنایا گیا ہے نعوذ باللّٰہ منہ)

سیّدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس تلبیہ کے ذریعہ شیطان نے پوری قوم کو اسلام سے نکال کر شرک میں مبتلا کر دیا ! (مجمع الزوائد ج۳ ص۲۲۳)

اور سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ مشرکین کے اسی من گھڑت تلبیہ کے تناظر میں یہ آیت نازل ہوئی

﴿ ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ھَلْ لَّکُمْ مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِنْ شُرَکَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَھُمْ کَخِیْفَتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ ﴾ (سُورۃ الروم : ۲۸)

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر ہی سے ایک مثال بیان فرمائی ہے، بتاؤ کیا تمہارے غلام باندیاں ہماری دی ہوئی روزی میں تمہارے شریک ہیں ؟ کہ تم سب اس میں برابر ہو، اور تم ان سے ایسا ہی خطرہ رکھو جیسا تم آپس میں رکھتے ہو''

یعنی جب تم اپنے غلاموں کو جو تم جیسے ہی انسان ہیں، اپنے ساتھ برابر کا شریک نہیں مانتے، تو بھلا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی کسی مخلوق کو کیسے شریک قرار دیا جا سکتا ہے یہ تو بالکل خلافِ عقل بات ہے [1]

(۴) شرکِ تقلید :

یعنی باپ دادا یا بڑوں کی تقلید میں بلا سمجھے بوجھے شرک کا قائل ہونا ! اس پر نکیر کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا گیا :

﴿ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَ نَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَاؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۷)

[1] مجمع الزوائد ج۳ ص ۲۲۳

''مشرکین کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے ! تو بھلا اگر چہ ان کے باپ دادکچھ نہ سمجھتے ہوں اور سیدھا راستہ نہ جانتے ہوں''

(یعنی ایسی گم کردہ راہوں کی پیروی کیسے درست اور معتبر ہو سکتی ہے ؟)

اور قیامت کی منظر کشی کرتے ہوئے مشرکین کا یہ جملہ نقل کیا گیا

﴿ وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴾ [1]

''اور (مشرکین قیامت میں) کہیں گے کہ اے ہمارے رب ! ہم نے اپنے بڑوں اور سرداروں کی بات مانی پھر انہوں نے ہم کو راہِ حق سے گمراہ کر دیا''

اہم تنبیہ : واضح ہو کہ مشرکین کی تقلید تعصب یا جہالت پر مبنی ہونے کی وجہ سے شرک تھی ! اس کے بالمقابل ائمہ اربعہ کی تقلید کا مطلب یہ ہے کہ ''دلیل (قرآن وسنت) سے حکم سمجھنے کے بارے میں جان کر ائمہ اور علماء کی اتباع کرنا'' یہ تقلید ممنوع نہیں بلکہ کم علم رکھنے والوں کے لیے پسندیدہ ہے اور گمراہی سے بچنے کا ذریعہ ہے جس کے دلائل خود نصوص میں موجود ہیں لہٰذا اس کا موازنہ مشرکین کی مذموم تقلید سے کرنا صحیح نہیں ہے !

(۵) شرکِ اسباب :

یعنی اسباب کو مؤثر حقیقی سمجھنا اور نظامِ غیبی کا قائل نہ ہونا ! جیسے کوئی بارشوں میں موسموں کی تاثیر کا قائل ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت یا تصرف کو ان میں نہ مانے !

(۶) شرکِ اغراض :

یعنی غیر اللہ کو خوش کرنے یا اس سے مفاد حاصل کرنے کے لیے عبادت کرنا (جیسے آج کل بعض فرقے اپنے مذہبی مقتداء کو سجدہ کرتے ہیں) [2]

---

[1] سُورۃ الاحزاب : ۶۷

[2] اضافه و تلخیص مجالس الابرار ص ۱۵۰ تا ۱۵۲ بحواله بدر اللیالی شرح بدء الامالی

عبادات کے اعتبار سے شرک کی چار تقسیمات :

واضح ہو کہ عبادات خواہ بدنی ہوں یا مالی، قولی ہوں یا قلبی، سب صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں اور غیر اللہ کے لیے کسی بھی طرح کی عبادت کرنا موجب شرک ہے ! جس کی قدرے تفصیل ذیل میں درج ہے

(۱) مالی عبادات میں شرک :

یعنی غیر اللہ کے لیے نذر و مت وغیرہ ماننا، غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا، یا مٹھائی وغیرہ غیر اللہ کے نام پر تقسیم کرنا، جیسے کہا جائے کہ فلاں بزرگ کے تقرب کے لیے یہ بکرا صدقہ کرتا ہوں اسے علماء نے ﴿ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ﴾ [۱] کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے !

(۲) بدنی عبادات میں شرک :

یعنی غیر اللہ کے لیے رکوع یا سجدہ کرنا ! اگر غیر اللہ کو متصرف مانے تو شرک ہے ورنہ حرام ہے سیّدنا حضرت انس رضی بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ ''کیا ہم اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کے وقت جھک سکتے ہیں'' آپ نے فرمایا ''نہیں'' پھر عرض کیا کہ ''کیا مصافحہ کر سکتے ہیں ؟ '' تو آپ نے فرمایا ''ہاں'' [۲]

دیکھئے آپ نے ''انحناء'' یعنی جھکنے سے منع فرمایا اس لیے کہ ''انحناء'' کا آخری درجہ سجدہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کسی اور کے لیے جائز نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾ (سُورة الجن : ۱۸)

''اور سجدہ کی جگہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں پس اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مت پکارا کرو''

نیز ارشاد خداوندی ہے

﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ ﴾ (حٰمٓ السجدة :۳۷)

''مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا فرمایا ہے''

---

[۱] سُورة المائدة : ۳ [۲] سُنن ترمذی باب ماجاء فی المصافحة رقم الحدیث ۲۷۲۸

(۳) قولی عبادات میں شرک :

یعنی غیراللہ کو مدد کے لیے پکارنا یا ان سے مدد مانگنا اس کو شرکِ قولی یا شرک فی الدعاء کہتے ہیں اگر چہ یہ عبادات بدنی میں شامل ہے لیکن چونکہ بہت سے لوگ غیراللہ کے لیے قولی عبادات میں مبتلا ہیں اس لیے اس کو مستقل عنوان سے ذکر کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی ! درج ذیل آیات میں صراحتاً اس سے منع کیا گیا ہے

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۱۹۴)

''بلا شبہ جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے اللہ کے بندے ہیں''

نیز فرمایا گیا

﴿ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ﴾ (سُورۃ الفاطر : ۱۳)

''اور اللہ کو چھوڑ کر تم جن سے فریاد کرتے ہو وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں'' (یعنی بالکل لاچار ہیں)

(۴) قلبی عبادات میں شرک :

یعنی دل میں کسی سے اس طرح کا خوف یا امید رکھنا کہ اگر وہ ناراض ہو جائے تو مافوق الاسباب ضرر پہنچا دے گا اور اگر خوش ہو جائے تو فائدہ اور خیر پہنچا دے گا حالانکہ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿ وَکَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَکْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰہِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ عَلَیْکُمْ سُلْطَانًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (الانعام : ۸۱)

''اور میں تمہارے (مقرر کردہ) شریکوں سے کیوں ڈروں ؟ حالانکہ تم اس بات سے قطعاً خوف نہیں کھاتے کہ تم نے (از خود) اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسوں کو شریک بنا رکھا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اتاری پس دونوں فریقوں میں کون دل جمعی کا مستحق ہے ؟ بولو اگر تم سمجھ رکھتے ہو''

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (سُورۃ الانعام : ۱۷)

''اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائیں تو اس کے سوا اسے کوئی ہٹا نہیں سکتا اور اگر تمہارے ساتھ کسی خیر کا ارادہ فرمائیں تو وہ ہر چیز پر قادر ہیں''

(مستفاد و تلخیص از بدر اللیالی شرح بدء الامالی۔ افادات حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم زکریا جنوبی افریقہ ج ا ص ۴۳۔ ۴۵ مطبوعہ ادارہ الصدیق ڈابھیل)

اس کے برخلاف اسباب کے ذریعہ کسی کی مدد کرنا یا سبب ظاہری کے طور پر کسی انان سے مدد مانگنا ممنوع نہیں ہے۔ (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

مقاصدِ بعثت

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ .

صَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا اَمَّابَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَ الشَّاكِرِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى .

معزز علماء کرام، طلبہ عظام اور میرے محترم بھائیو اور دوستو !

اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں بھیجا، کیوں بھیجا، کیا مقاصد ہیں جن کو پورا کرنا تھا ؟ ابھی جو میں نے خطبہ میں آیت مبارکہ پڑھی ہے، اس میں ان سوالوں کا جواب ہے !

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (سورة البقرة : ۱۲۹)

''ہمارے پروردگار ! ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجنا جو ان ہی میں سے ہو، جو آپ کے سامنے آپ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے''

اس آیت میں ان ہی مقاصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور آپ کے آنے کے موٹے موٹے مقاصد تین بیان کیے گئے ہیں !

(۱) تلاوتِ آیات

(۲) تعلیمِ کتاب وحکمت

(۳) تزکیۂ نفس

یہ تین مقاصد ہیں موٹے موٹے اور بڑے بڑے، ویسے تو اور مقاصد بھی بہت سارے ہیں، یہاں اللہ پاک نے صرف ان ہی تین کو ذکر کیا، ہمارے ہاں تلاوتِ آیات پر بھی زور ہے ماشا اللہ ، تعلیم کتاب وحکمت کا بھی خوب خوب اہتمام ہے، اگر ہمارے ہاں کمی ہے تو تزکیۂ نفس کی کمی ہے !

تزکیۂ نفس کی اہمیت :

آپ غور کیجیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور اکرم ﷺ کے بھیجنے کے جو مقاصد ہیں چار جگہ ذکر فرمائے ہیں، ایک تو اسی آیت میں یہاں اللہ تعالیٰ نے تعلیم کتاب وحکمت کو مقدم کیا اور تزکیۂ نفس کو بعد میں رکھا ! لیکن تین مقامات ایسے ہیں جہاں ہمیں نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کو مقدم رکھا ہے :

﴿ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (سُورة البقرة : ۱۵۱)

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کو تعلیمِ کتاب وحکمت سے پہلے ذکر کیا

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ﴾ (سُوره الِ عمران : ۱۶۴)

اس جگہ بھی اللہ پاک نے تزکیہ کو پہلے ذکر کیا، سورۂ جمعہ میں ارشاد ہے :

﴿ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (سُورة الجمعة : ۲)

اس جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کو پہلے ذکر کیا ہے !

غور فرمایئے ! اللہ تعالیٰ نے ان مقامات میں تزکیہ کو پہلے رکھا اور تعلیم کتاب وحکمت کو بعد میں ! ! اس سے تزکیہ کی اہمیت معلوم ہو رہی ہے، آپ پڑھتے ہی ہیں کہ اَلْفَضْلُ لِلْمَتَقَدِّمِ پہلے آنے والے کی فضیلت ہے جس چیز کا ذکر پہلے ہوگا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی فضیلت بھی ہوگی اور اہمیت بھی ہوگی ! اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشمس میں سات چیزوں کی قسم کھانے کے بعد فرمایا ﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ﴾ یقیناً کامیاب تو وہ ہوا جس نے اپنے آپ کو مزکی اور مصفی بنا لیا اور جس نے اپنے آپ کو گناہوں کی دلدل میں ڈال دیا وہ ناکام اور نامراد ہو گیا ! !

تزکیہ مقصود ومطلوب ہے :

معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے ہاں تزکیہ مقصود اور مطلوب چیز ہے ! ہمارے ہاں تلاوتِ آیات بھی ہے، تعلیم کتاب وحکمت بھی ہے اور سب کچھ ہے، ما شا اللہ ہونا بھی چاہیے لیکن تزکیہ کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے اور اس کی طرف بھی ہمیں توجہ دینی چاہیے !

تزکیہ کیا ہوتا ہے ؟

تزکیہ کہتے ہیں ظاہر اور باطن کی صفائی اور پاکی کو ! ہمارا ظاہر بھی صاف ہو اور باطن بھی پاک ہو ظاہر صاف ہو ظاہری آلودگیوں اور ظاہری گناہوں سے اور باطن پاک ہو باطنی آلودگیوں اور باطنی گناہوں سے ! یہ صفائی اور پاکی کیسے حاصل ہوگی ؟ اس سلسلہ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تزکیہ میں دو چیزیں اہم ہیں

(۱) اصلاحِ اعمال

(۲) اصلاحِ اخلاق

جو شخص بھی ان دونوں چیزوں کا اہتمام کرے گا اس کا تزکیہ ہو جائے گا ! ہم نے سمجھ لیا کہ شاید تزکیہ فقط اس چیز کا نام ہے کہ ضربیں لگالیں، مجاہدے کرلیں، ریاضتیں کرلیں، یہ کرلیں، وہ کرلیں، وہ سب اپنی جگہ لیکن ان کے ساتھ ساتھ یہ دو چیزیں اہم ہیں :

جنہوں نے اصلاحِ اعمال بھی کر لیے اور اصلاحِ اخلاق بھی تو امید کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے تزکیہ کا کام کرلیا ! !

دین پڑھنے کا مقصد :

ہم لوگ جو دین پڑھ رہے ہیں تو اس دین کے پڑھنے کا مقصد بھی تو یہی ہے کہ ہمارے اعمال بھی درست ہو جائیں اور ہمارے اخلاق بھی درست ہو جائیں !

حضرت امام محمدؒ سے سوال :

حضرت امام محمدؒ سے کسی نے پوچھا تھا کہ حضرت آپ نے ہر فن پر کتابیں لکھی ہیں اور بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں زہد سے متعلق کوئی کتاب نہیں لکھی ؟ فرمایا کیوں تم نے میری بیوع پر لکھی ہوئی کتاب نہیں پڑھی ؟ وہ زہد نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاملات میں، معاشرت میں، معیشت میں سب چیزوں میں اصلاحِ اعمال اور اخلاق کی بات چلتی ہے !

ہمارے اعمال جتنے اچھے ہوں گے اتنے ہی ہم دین کو پھیلانے والے بنیں گے ! ہماری پڑھائی کا مقصد حاصل ہوگا، ہمارے اخلاق جتنے اچھے ہوں گے ہماری وجہ سے دین کی اشاعت ہوگی، دین پھیلے گا ! خدانخواستہ ہماری عملی لائن بگڑی ہوئی ہے پڑھ تو رہے ہیں بخاری شریف، مسلم شریف لیکن اعمال کی کوئی رغبت نہیں ہے تو ہم دین کے پھیلانے والے نہیں بنیں گے بلکہ دین کی اشاعت کو روکنے والے بن جائیں گے ! چنانچہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جن بچوں کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں، اعمال درست ہوتے ہیں وہ اپنے گھروں میں جب جاتے ہیں تو ماں باپ اور ان کے عزیز واقارب دیکھتے ہیں کہ یہ تو اتنے اچھے اعمال اور اخلاق والے ہیں تو وہ اوروں کو دکھاتے ہیں دیکھو ہمارے بچے

دین پڑھ کر ماشا اللہ ایسے بنے ہیں اس سے پھر دوسروں کو رغبت ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کو مدارس کی طرف بھیجتے ہیں ! اور اگر خدانخواستہ ایسا ہوا کہ جو مدرسوں میں نہیں گئے وہ تو فجر میں اٹھ رہے ہوں مسجد جا رہے ہوں اور بخاری و مسلم پڑھنے والے پڑے سو رہے ہوں تو ماں باپ کہتے ہیں کہ تیرے سے اچھا تو وہی ہے جو مسجد جا رہا ہے نماز پڑھ رہا ہے تو نے مدرسہ جا کر کیا حاصل کیا ؟ اور اگر اس کے اخلاق بھی اچھے نہ ہوئے ماں باپ کے ساتھ معاملات بھی اچھے نہ ہوئے پھر تو ماں باپ کہتے ہیں بھائی بس تو نے پڑھ کر جو دینا تھا دے دیا اب ہم یہ غلطی نہیں کریں گے کہ کسی اور کو مدرسے بھیجیں ! بتائیے ہمارے اس طرزِ عمل سے دین کی اشاعت ہوئی یا دین کی اشاعت میں رکاوٹ ہوئی ؟ ! ہم نیک نامی کا ذریعہ بنے یا بدنامی کا باعث بنے ؟ ! اس واسطے میرے عزیز طلبہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم تزکیہ نفس کی طرف توجہ دیں اور اصلاحِ اعمال و اصلاحِ اخلاق کو اپنائیں ! !

حضور اکرم ﷺ کی عملی حالت :

جناب نبی کریم ﷺ کی زندگی دیکھیے شروع سے لے کر آخر تک چمکتی دمکتی نظر آئے گی، حضور ﷺ کے اعمال کا حال تو یہ تھا کہ آپ سے کوئی عمل چھوٹتا نہیں تھا، سفر ہو، حضر ہو، جنگ ہو، امن ہو، صحت ہو یا بیماری کی حالت کوئی عمل بھی نہیں رہتا تھا !

آپ کا نماز باجماعت کا اہتمام :

نمازوں کا اہتمام اس قدر تھا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، حضور ﷺ کو سارے کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اس میں کوئی شک نہیں یقیناً آپ رحمۃ للعالمین ہیں لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیے بخاری مسلم کی روایتیں ہیں، ہمارے دورۂ حدیث والے پڑھتے پڑھاتے ہیں، ان میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے نماز کے اندر جماعت میں شریک نہ ہونے والے پر کس قدر غصہ کا اظہار فرمایا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

''میرا جی چاہتا ہے کہ ایک جوان سے کہوں تم نماز پڑھاؤ اوروں سے کہوں لکڑیوں کے گٹھے جمع کرو اور جا کر ان کے گھروں کو آگ لگادوں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے''

ہمیں اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم جماعت میں شریک ہوتے ہیں ؟ بہت سے ہمارے ساتھی کمروں میں بیٹھے رہتے ہیں، موبائل سے کھیلتے رہتے ہیں جماعت ہو رہی ہے ان کو پروا ہی نہیں ہوتی، اس سے کیا ہمارے علم میں برکت ہوگی ؟ ہرگز نہیں، علم میں برکت تو تب ہی ہوگی جب ہم علم کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کریں گے !

امام ابوحنیفہ ؒ کا اختلافی مسائل میں طرزِ عمل :

ہمارے امام عالی مقام کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ حتی الوسع اختلاف سے بچتے ہیں، اس پہلو کو اس انداز سے لے لو، اس پہلو کو اس انداز سے لے لو تاکہ کسی کا کوئی اختلاف نہ رہے، اس کی موٹی سی مثالیں نماز کے اندر بھی ہیں، ظہر کے آخری وقت میں اختلاف ہے، ہمارے ہاں مثلِ ثانی کے اختتام پر وقت ختم ہوتا ہے دیگر ائمہ کرام کے ہاں مثلِ اوّل کے اختتام پر، فقہائے احناف نے فرمایا کہ مثلِ اوّل سے پہلے پہلے ظہر پڑھ لو تاکہ دیگر ائمہ سے اختلاف نہ رہے، پھر جب ظہر کے اخیر وقت میں اختلاف ہوا تو اس کا اثر عصر کے اوّل وقت میں پڑ گیا علی اختلاف القولین، ہمیں سبق دیا گیا کہ ظہر کو تو مثلِ اوّل کے اختتام سے پہلے پہلے ادا کر لو جبکہ عصر کو مثلِ ثانی کے ختم ہونے کے بعد پڑھو تاکہ کسی امام کا اختلاف باقی نہ رہے، امام صاحب کے ہاں یہ احتیاطی پہلو تھا !

اور ایسا کئی مقامات پر ہے جن میں ایک مقام جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا بھی ہے، آپ کو معلوم ہوگا کہ امام احمد بن حنبل ؒ کے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض ہے ! اگر کسی نے نماز تو پڑھی لیکن بلا کسی عذر کے جماعت کے بغیر پڑھی تو اس کی نماز ہی نہ ہوگی ان کے ہاں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض ہے، اب اس کی صورت یہی ہے کہ چند افراد کو اکٹھا کرے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھے، ہمارے ہاں اگرچہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض تو نہیں لیکن سنتِ موکدہ قریب بواجب ہے

اور فقہائے احناف میں سے حضرت ابن الہمامؒ صاحبِ فتح القدیر فرماتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے ! آپ جانتے ہیں کہ فرض اور واجب میں عملاً کوئی فرق نہیں دونوں کا ادا کرنا ضروری ہے اور دونوں کے ترک پر گناہ لازم آتا ہے، الغرض جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنتِ موکدہ قریب بواجب ہی سہی، سنت موکدہ اگر ہم چھوڑیں گے وہ بھی جو قریب بواجب ہو تو بتائیں گناہ گار ہوں گے یا نہیں ؟ یہ نہ سمجھیں کہ سنتِ موکدہ ہی تو ہے، بسا اوقات گناہ بڑھ جاتا ہے اس نظریہ کی وجہ سے ! جب بغیر جماعت کے نماز پڑھنے پر آپ نے اس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ گھروں کو آگ لگانے پر تیار ہوگئے تو سوچیے جو نماز کو قضا کردے گا اس پر حضور ﷺ کس قدر ناراض ہوں گے ؟

غزوہ خندق کے موقع پر کفار کے لیے بددعا :

آپ کو معلوم ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر حضور ﷺ کی چار نمازیں قضا ہوگئی تھیں، غالباً حضور ﷺ کی زندگی کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں آپ کی نمازیں قضا ہوئیں اس پر آپ کو اس قدر شدید غم وغصہ تھا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود زبانِ مبارک سے فرما رہے تھے :

مَلَأَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَ قُبُوْرَھُمْ نَارًا کَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ (صحیح البخاری ص ۵۹۰)

"اللہ پاک ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے میری نمازیں قضا کروادیں"

نماز کے قضا ہونے کی وجہ سے آپ کو اس قدر غصہ، اتنے سخت ناراض کہ آپ ایسی بددعا دے رہے ہیں حالانکہ حضور ﷺ تو ہمیں دعائیں سکھا رہے ہیں عذاب قبر سے بچنے کے لیے یہ پڑھو، جہنم کے عذاب سے بچنے کے لیے یہ پڑھو ! چنانچہ جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے ان کو اپنے بارہ میں سوچنا چاہیے !

گناہ پر اصرار کا حکم ؟

علماء نے لکھا ہے کہ گناہِ صغیرہ پر اصرار گناہِ کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے اور گناہِ کبیرہ پر اصرار کفر تک پہنچا دیتا ہے ! یعنی نمازیں چھوڑے رکھے تو ہوسکتا ہے کہ کفر کی راہ پر چل پڑے، امام احمد بن حنبلؒ

فرماتے ہیں کہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ کافر ہوگیا اور اس کی سزا قتل ہے ! ! اللہ پاک ہمارے امام صاحبؒ کو جزائے خیر دے انہوں نے ہم پر نرمی کی ہر معاملہ میں، انہوں نے کفر کا فتوی نہیں دیا لیکن یہ ضرور فرمایا کہ ایسے شخص کو قید کر دیا جائے !

بہرحال میرے عزیز طلبہ ! میں تو بتا رہا تھا کہ تزکیہ نفس مقصود ہے مطلوب ہے اور تزکیہ نفس میں دو چیزیں اہم ہیں :

(۱) اصلاحِ اعمال

(۲) اصلاحِ اخلاق

اور اعمال میں افضل ترین عمل نماز ہے !

حضور ﷺ کی زندگی میں سب سے زیادہ عمل :

حضور ﷺ کی زندگی میں سب سے زیادہ جو عمل نظر آتا ہے وہ نماز ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ جب دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے آپ کو سب سے زیادہ اگر کسی چیز کی فکر تھی تو نماز کی تھی ! آپ ہمیں بتا گئے کہ دیکھو قیامت کے دن جب اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے تو وہاں پر سب سے پہلے جس عمل کا حساب و کتاب ہوگا وہ نماز ہے ! !

نماز کے بارہ میں اکابر علماء دیوبند کا طرزِ عمل :

ہم اپنے بزرگوں کا نام لے لے کر جیتے ہیں، کبھی حضرت نانوتویؒ کا، کبھی حضرت گنگوہیؒ کا، کبھی حضرت تھانویؒ کا اور کبھی حضرت مدنیؒ کا، ان کے واقعات سناتے ہیں ان کی زندگی کو دیکھیے تو ذرا ان کی زندگیوں میں ہمیں کیا ملتا ہے، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے اپنے ایک رسالہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا جو ہمارے شیخ الشیوخ ہیں ان کے متعلق لکھا ہے

(۱) حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا :

''جب اللہ تعالیٰ سے ہماری ملاقات ہوگی اور اللہ پاک ہم سے پوچھیں گے کہ امداد اللہ کیا چاہیے تو ہم کہیں گے کہ اے اللہ ! اپنے عرش کے نیچے ڈیڑھ گز جگہ دے دیجیے تاکہ ہم نماز پڑھتے رہیں ہمیں حور و قصور کچھ نہیں چاہیے''

یہ تھے ہمارے بزرگ جن کو جنت میں جانے کے بعد بھی بس نماز ہی کی تڑپ ہوگی، ظاہر ہے کہ وہاں نماز تو ہوگی نہیں کیونکہ وہ دارُالجزاء ہے نہ کہ دارُالعمل ،لیکن تڑپ ہے کہ وہاں بھی نماز کی توفیق ملے !

(۲) اسی طرح سے ہمارے حضرت میاں جی نور محمد صاحب جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے شیخ تھے اور براہِ راست حضرت سید احمد شہید سے خلافت بھی حاصل تھی لیکن اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا، مکتب میں بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے آپ کی نمازوں کا یہ حال تھا کہ تیس برس کے عرصہ میں کبھی جماعت سے تکبیرِ تحریمہ فوت نہیں ہوئی !

(۳) دارالعلوم دیوبند کی تحریک کے اصل محرک حاجی سید عابد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، اللہ سے دعا کیا کرتے تھے : ''اے اللہ ! دین کی بقا کا ہندوستان میں کوئی ذریعہ بنا دیجیے''

اللہ پاک نے ان کی دعا قبول فرمائی اور دارالعلوم دیوبند بن گیا، دارالعلوم دیوبند کا فیض ہے کہ آج ہم یہاں بیٹھے ہیں، ان ہی اساتذہ سے جو دارالعلوم کے فیض یافتہ ہیں علوم حاصل کر رہے ہیں !

حضرت حاجی صاحب کو ایک دفعہ دیکھا گیا کہ آپ نہایت غمگین اور پریشان بیٹھے ہیں، کسی نے پوچھا تو فرمایا : آج میری ستائیس برس کے بعد جماعت سے تکبیرِ تحریمہ رہ گئی ہے ! !

یہ حضرات تکبیرِ تحریمہ کے رہ جانے کا ایسا غم مناتے تھے جیسے ہم اپنے عزیز کے مرجانے کا غم مناتے ہیں ! یہ واقعات میں ایسے ہی نہیں سنا رہا بلکہ (مورخِ ملت) حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے'' میں موجود ہیں !

(۴) ایسے ہی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے متعلق آتا ہے ان کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ تو قدرت کی طرف سے الٹ ہوگیا کہ میں ان کا شیخ اور یہ میرے مرید، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ میں ان کا مرید اور یہ میرے شیخ ہوتے''

دارالعلوم دیوبند کے پاس ایک مسجد ہے جو چھتہ مسجد کے نام سے مشہور ہے اس میں اجلاس ہورہا تھا، نماز کا وقت ہوا تو حضرت وضو کے لیے تشریف لے گئے، آئے تو دیکھا جماعت کھڑی ہے، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کھڑی کردی تھی ! حضرت کو دیکھا گیا، حضرت نماز کے بعد انتہائی پریشان ! حضرتؒ سے پوچھا گیا تو فرمایا :

'' بھائی پریشان نہ ہوں تو اور کیا کروں ؟ آج بائیس برس بعد تکبیرِ اُولیٰ رہ گئی ''

یہ حضرات تکبیرِ تحریمہ رہ جانے پر اس قدر غمگین اور پریشان ہوتے تھے اور ہمارا حال یہ ہے کہ سرے سے نماز ہی کی فکر نہیں ! اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین !

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے ان کے واجبات موصول نہیں ہوئے ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط : ۲

فلسطین کی بابت چالیس اہم تاریخی حقائق

مسئلہ فلسطین کی تفہیم کے لیے ایک راہنما مقالہ

﴿ ڈاکٹر محسن محمد صالح اردو استفادہ محمد زکریا خان ﴾

(۹) صہیونیت کا آغاز :

صہیونی تحریک جس نے اپنے لیے فلسطین میں قومی وطن کے وجود پر زور دیا اس تحریک کے برپا ہونے میں متعدد اسباب کارفرما رہے ہیں اس تحریک کا آغاز یورپ کے عیسائی ماحول میں ہوا خصوصاً جن دنوں پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی تحریک زوروں پر تھی یہ سولہویں صدی کا زمانہ تھا اسی طرح یورپ میں قوم پرستانہ تحریکیں اور وطن پرستانہ تحریکوں نے صہیونی تحریک کے پختہ ہونے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے خاص طور پر اُنیسویں صدی کی قوم پرستانہ اور وطن پرستانہ تحریکیں۔

مشرقی یورپ میں صہیونیت کے فروغ میں خاص طور پر اس قضیے نے اہم کردار کیا ہے جسے یہودیوں کی سیاسی اصطلاح میں مسئلہ یہود (Jewish question) کہا جاتا ہے !

اسی طرح روس میں یہودیوں کی نسل کشی نے بھی صہیونی تحریک کے برپا ہونے میں اہم کردار ادا کیا اس کے علاوہ امریکہ اور یورپ میں یہودیوں کا بڑھتا ہوا اثر ونفوذ اور دوسری طرف یہودیوں میں تحریک تنویر(Reform judaism یہودی عقائد میں ایسی لچک پیدا کرنا جو یورپ کے لیے قابل قبول ہو یعنی ایمانیات کو سماجی مسئلے سے زیادہ اہمیت نہ دینا) کی ناکامی بھی صہیونیت کے فروغ میں مددگار رہی ہے !

(۱۰) مغربی استعمار کی سازش :

مغربی ممالک خصوصاً برطانیہ متعدد اغراض کے لیے عالم اسلام کے بیچ میں یہودی ریاست کا قیام عمل میں لانا چاہتے تھے ! اس چھوٹی مگر خطرناک ریاست سے ایک طرف عالمِ اسلام کے دو بازو جدا ہوگئے ! ایک طرف افریقہ کے مسلم ممالک تھے تو دوسری طرف ایشیاء کے مسلم ممالک اور ان کے بیچوں بیچ صہیونی ریاست جو انہیں کاٹنے کے لیے بنائی گئی تھی ! صہیونی ریاست مسلم خطوں کی وحدت میں سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے، اس سازش کی وجہ سے عالم اسلام میں متحدہ قوت کے ابھرنے اور ترقی کے امکانات کے سامنے ایک دیوار کھڑی کر دی گئی ہے ! !

مسلم ممالک صرف کنزیومر (صارفین) ہیں اور صہیونی ریاست مغربی مال کی مشرق میں فروخت کی گزرگاہ ! صہیونی ریاست کے ناسور کی وجہ سے عظیم اسلامی وحدت جنم نہیں لے پائی ہے جو اس ریاست کی غیر موجودگی میں قدرتی طور پر عثمانی خلافت کے سقوط کے خلاء کو پر کر سکتی تھی ! اس میں شبہ نہیں کہ عظیم تر اسلامی وحدت میں رکاوٹ عالم اسلام کی بیچ میں صہیونی ریاست کا قائم رہنا ہے، یہ جغرافیائی اور نظریاتی وحدت جس میں رکاوٹ صہیونی وجود ہے اس وقت تک اپنے طبعی انضمام کو نہیں پہنچ سکتی جب تک صہیونی ریاست کو مٹا نہیں دیا جاتا ! !

(۱۱) صہیونیت کے مقاصد :

صہیونی تحریک کی بنیاد اگست 1897ء میں سوئیزرلینڈ میں تھیوڈور ہرتزل (Theodor Herzl) کے ہاتھوں رکھی گئی تھی ! تحریک کے بانی نے روزِ اول سے اس تحریک کو استعماری مقاصد کے لیے بنایا تھا جس کا مقصد مغربی ممالک کے اہداف پورے کرنا تھا ! تمام تر چالاکی کے باوجود یہ تحریک پہلی جنگ عظیم تک کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں کر پائی تھی ! صہیونی تحریک ایک نسل پرستانہ تحریک ہے جس کی رگوں میں مذہبی قومی عناصر پائے گئے ہیں اس تحریک کے پروان پانے کا انحصار اس اصول پر رکھا گیا ہے

کہ فلسطین کے اصل باسیوں کے کتنے حقوق چھین کر نو واردوں کو دیے جا سکتے ہیں ! ایک دفعہ صہیونی تحریک کی رکنیت حاصل کرنے کے بعد مذہبی یہودی اور سیکولر یہودی میں کوئی فرق نہیں رہتا جب تک کوئی یہودی صہیونی تحریک کا رکن ہے وہ ان ہی مقاصد کی تکمیل میں اپنی صلاحیتیں کھپائے گا جس کے لیے صہیونی تحریک برپا کی گئی ہے ! !

(۱۲) فلسطین پر برطانوی انتداب[1] :

برطانیہ نے 1917ء میں اعلان بالفور کے اعلامیے کے ساتھ فلسطین میں صہیونی قومی ریاست کی بنیاد رکھی ، ستمبر 1918ء میں برطانیہ نے خطے پر قبضہ مکمل کرتے ہوئے فلسطینی اراضی کا ایک حصہ صہیونیوں کو دے دیا ! اس سے پہلے برطانیہ عرب شیوخ سے معاہدہ کر کے خطے میں داخل ہوا تھا کہ وہ عرب ریاستوں کو مکمل آزادی اور خود مختاری دے گا ، یہ معاہدہ برطانیہ نے عربوں کے متحدہ نمائندے ''الشریف حسین'' سے کیا تھا ، مشرقِ وسطٰی کے ایک بڑے حصے پر قبضے کے بعد برطانیہ نے کسی معاہدے کا پاس خیال نہ کیا اور عربوں کو کبھی آزادی اور خود مختاری حاصل نہ ہوسکی !

معاہدہ سائکس پیکو (Sykes Picot Agreement) کے ذریعے مشرقِ وسطٰی بشمول عراق اور وسیع تر شام ، فرانس اور برطانیہ کے اثر ونفوذ کے درمیان چھوٹی چھوٹی مملکتوں میں تقسیم کر دیا گیا ! 1916ء میں سائکس پیکو معاہدے کے تحت فلسطین کو بین الاقوامی خطہ قرار دیا گیا پھر اس کے بعد دوسرے معاہدے سان ریمو کانفرنس San Remo Conference (اپریل 1920) کے تحت فلسطین پر بین الاقوامی خطے کی بجائے برطانیہ کے انتداب کے حق کو تسلیم کر لیا گیا جسے مئی 1922 میں اقوامِ متحدہ نے بھی تسلیم کر لیا !

(۱۳) صہیونیت کے لیے برطانیہ کی خدمات :

برطانیہ نے فلسطین پر اپنے انتداب کے دوران میں (1918ء تا 1948ء) یہودیوں کی

[1] توریت ، عارضی حکومت ، چودھراہٹ کا حق (Mandate)

فلسطین میں آبادکاری کی بھرپور حوصلہ افزائی کی ، یہودی آبادکاری میں اضافہ ان اعداد و شمار سے لگایا جاسکتا ہے کہ 1918ء میں فلسطین میں صرف پچپن ہزار (55000) یہودی تھے اور 1948ء میں نقل پذیر ہونے والے یہودیوں نے یہودی آبادی کو چھ لاکھ چھیالیس ہزار (6,46,000) تک بڑھا دیا یعنی پہلے یہودی کل آبادی کا آٹھ فیصد تھے اور اس کے بعد ان کی آبادی کا تناسب 31.7 فیصد تھا !

اسی طرح برطانیہ نے فلسطینی اراضی کی یہودیوں کو فروخت کے کئی طریقے نکال لیے ، برطانیہ کے انتداب سے پہلے یہودی کل اراضی کے دو فیصد کے مالک تھے اور کچھ ہی عرصہ کے بعد یہودی 6.7 فیصد ارضی کے مالک ہوگئے ، یہ اراضی یا تو سرکاری طرف سے الاٹ ہوئی یا پھر فلسطین میں موجود غیر فلسطینیوں نے یہ اراضی فروخت کی تھی ، زمین کی خریداری پر یہودیوں کی طرف سے پرکشش قیمت پر بھی غریب فلسطینی اپنی اراضی نہ بیچتے تھے ! تیس سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود فلسطین کے اصل باشندے 93.3 فیصد اراضی کے مالک تھے اور فلسطینی آبادی کا تناسب 68.3 فیصد تھا ! !

برطانیہ نے نو واردوں کے لیے متعدد اقتصادی، سیاسی ، تعلیمی اور عسکری پراجیکٹ بنائے 1948ء تک برطانیہ کی طرف سے 292 یہودی خیمہ بستیاں تعمیر پا چکی تھیں ،صہیونی ستر ہزار فوج کیل کانٹے سے لیس تھی اور اس کے ساتھ ہی اسرائیل نے آزاد ملک ہونے کا اعلان کردیا ! ! !

(۱۴) تاریخ تحریک مزاحمت :

بلاشبہ برطانیہ نے فلسطینیوں کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کی تھیں لیکن وہاں کے غیور مسلمانوں نے برطانیہ کے ناجائز قبضے کے خلاف مزاحمت جاری رکھی اور غلامی پر کبھی راضی نہ ہوئے ! فلسطین میں برطانیہ سے آزادی پانے کی تحریکیں برابر چلتی رہیں ! آزادی کی تحریک میں اسلامی جماعتیں بھی تھیں اور قوم پرست تحریکیں بھی ! اسلامی قیادت کے بڑے ناموں میں موسیٰ کاظم اور الحاج امین حسینی کی شخصیات مشہور و معروف ہیں جنہیں عوام کی بہت بڑی حمایت حاصل تھی !

بیسوی صدی کی ابتداء میں برطانیہ کے خلاف کئی بغاوتیں ہوئیں ان بغاوتوں میں اہم ترین 1920ء میں ''القدس'' کی بغاوت 1931ء میں ''یافا'' کی بغاوت 1929ء میں ''البراق'' کی بغاوت اور اکتوبر 1932ء کی بغاوت ! اسی طرح عز الدین قسام نے باضابطہ جہاد کا آغاز کیا ! ! عبدالقادر حسینی نے ''مقدس جہاد'' کے نام سے جہاد کا آغاز کیا !

ان پے درپے بغاوتوں کی وجہ سے (1936 تا 1939) جنہیں فلسطین کی جہادی تاریخ میں انقلاب عظیم کہا جاتا ہے برطانیہ اس بات پر مجبور ہوگیا کہ وائٹ بک میں اس نے اگلے دس سالوں میں آزاد فلسطین کے قیام کی تحریر لکھ دی ! ! تحریر میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ برطانیہ سرکار معین رقبے سے زیادہ فلسطینی اراضی کو یہودیوں کے ہاتھ فروخت نہیں کرے گی ! اس کے علاوہ یہ بھی لکھا گیا کہ پانچ سالوں کے بعد فلسطین میں یہودیوں کی نقل مکانی غیر قانونی قرار دے دی جائے گی ! ! ! اس تحریر کے بعد ہوا یہ کہ دنیا میں خاصی بڑی تبدیلیاں رونما ہوگئیں ! برطانیہ کی بجائے مشرق وسطیٰ میں امریکہ کا اثر ونفوذ بڑھ گیا ،1945ء میں جب وائٹ بک میں ثبت کی گئی تحریر کی تکمیل ہونا تھی توامریکہ نے ایسا نہیں ہونے دیا بلکہ فلسطینی اراضی کی فروخت کے ساتھ یہودیوں کی فلسطین میں نقل مکانی اور بڑھ گئی ! ! !

(۱۵) فلسطین کی تقسیم :

1947ء میں اقوامِ متحدہ کے مشترکہ اجلاس میں قرارداد پاس کی گئی کہ فلسطین کو تقسیم کر کے دو ملک بنا دیے جائیں۔ایک عربی خطہ جو کل اراضی کا ۴۵ فیصد ہو اور یہودی خطہ جو کل فلسطینی اراضی کا ۵۴ فیصد ہو ! ؟ جبکہ قرارداد میں ایک فیصد رقبہ (قدس مبارک یا بیت المقدس) بین الاقوامی عملداری کے سپرد کرنے کی سفارش کی گئی !

ضروری آگاہی :

یہاں یہ بات قارئین کے لیے جان لینا ضروری ہے کہ اقوامِ متحدہ کے مشترکہ اجلاس میں

اگر کوئی قرارداد پاس کی جائے تو اقوام متحدہ کے میثاق کی رو سے ہی اس کی قانونی حیثیت اس معنی میں نہیں ہوتی کہ رکن ممالک ایسی قرارداد پر عمل درآمد کرنے پر مجبور ہوں گے ! علاوہ اس کے تقسیم فلسطین کی مجوزہ قرارداد بذات خود اقوام متحدہ کے میثاق کے مخالف ہے ! ؟ اقوام متحدہ کے میثاق میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر خطے کے عوام کو مکمل آزادی ہوگی اور یہ کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کے حقدار ہوں گے ! ! مزید برآں اس قرارداد کی بابت نہ فلسطین کے عوام کو اعتماد میں لیا گیا اور نہ رائے شمار ہوئی ! اس قرارداد کے جانبدارانہ اور مبنی بر ظلم ہونے کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوگی کہ غیر ملکی یہودی جو اقلیت میں بھی تھے انہیں اصل باشندوں کی نسبت زیادہ حصہ دیا گیا ! ! ؟ ؟

(۱۶) صہیونی ریاست کا اعلان :

14 رمئی 1948ء کی شام اسرائیل نے اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا ! اسرائیل نے جلد ہی عرب فوج کو شکست سے دوچار کر دیا ! پہلی عرب اسرائیل جنگ میں عرب فوج کی قیادت بدنظمی کا بدترین نمونہ پیش کر رہی تھی ! اس کے علاوہ عرب فوج مکمل طور پر آزاد بھی نہ تھی، فوج کے ایک حصے پر استعمار کا شکنجہ کسا ہوا تھا جنگ کے بعد اسرائیل فلسطین کی ۷۷ فیصد اراضی کا مالک تھا ! صہیونی ریاست نے اپنے قیام کے ساتھ ہی آٹھ لاکھ فلسطینیوں کو ملک بدر کر دیا ! ملک بدر ہونے والے فلسطینیوں کے علاقوں میں یہودی آباد کیے گئے !

1948ء میں فلسطینی آبادی چودہ لاکھ تھی، جن علاقوں کو صہیونی ریاست نے فلسطینیوں سے خالی کرایا تھا وہاں نو لاکھ سے زیادہ آبادی تھی ۴۷۸ گاؤں تباہ کر کے وہاں اسرائیلی بستیاں بسائی گئی تھیں ! یاد رہے کہ مقبوضہ علاقے میں کل ۵۸۵ گاؤں تھے، کم از کم چونتیس مرتبہ فلسطینیوں کا قتل عام ہوا ! باقی ماندہ فلسطینی اراضی کے ایک بڑے حصے (5876 کلومیٹر) کو ایک معاہدے کے ذریعے اردن نے اپنے اندر سمولیا ! اور (363 کلومیٹر) غزہ کے ایک حصے پر مصر کا اثر و نفوذ قائم ہوگیا ! اقوام متحدہ نے

اس شرط پر اسرائیل کو تسلیم کرلیا کہ وہ ملک بدر کیے جانے والے فلسطینیوں کو ملک واپس آنے کی اجازت دے گا ! ! اس قرارداد پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا ! !

(۱۷) جمال عبدالناصر کی قیادت پر اعتماد :

1948ء تا 1968ء مصر کے جمال عبدالناصر نے فلسطینیوں کے لیے دو تحریکوں کے نام سے اسرائیل کے خلاف ردِعمل کا آغاز کیا

ایک کا عنوان تھا ''معرکہ قومیہ'' اور دوسری تحریک کا عنوان تھا ''آزادی کا راستہ اتحاد !

فلسطین تنازع کے حل کے لیے عرب ریاستوں نے جمال عبدالناصر کی قیادت تسلیم کرلی !

دوسری طرف فلسطین کی اندرونی قوم پرست تحریکوں نے یہ کہتے ہوئے اپنی مزاحمت ترک کردی کہ ان کے بارے میں عرب قیادتوں کو اختیار ہے کہ وہ مسئلہ فلسطین کا حل نکالیں !

حقیقت یہ تھی کہ عرب ریاستوں کے پاس مسئلے کے حل کے لیے کوئی متفقہ لائحہ عمل نہ تھا اور نہ ہی وہ اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے میں سنجیدہ نظر آتی تھیں، فلسطینی مزاحمت اکا دکا دیکھنے کو ملتی رہی لیکن کوئی ایسی اسکیم سامنے نہ آسکی جسے فلسطینی مزاحمت کا مکمل منصوبہ کہا جاسکے ! صہیونیوں کے کسی نئے ظلم کے خلاف جذبات میں آکر عوام مسلمان شدید ردعمل ظاہر کرتے رہے لیکن کچھ عرصے کے بعد اس کی شدت ختم ہوجاتی جبکہ صہیونی قوت روز بروز بڑھتی جارہی تھی !

(۱۸) خود انحصاری کا رجحان :

جمال عبدالناصر کے ذاتی اثرورسوخ سے 1964ء میں احمد شقیری کی قیادت میں وطن پرست تحریک ''تحریک آزادی فلسطین'' کی بنیاد رکھی گئی، جمال عبدالناصر محسوس کر رہے تھے کہ فلسطین میں زیرِ زمین آزادی کی تحریکیں روز بروز بڑھ رہی ہیں انہیں خطرہ تھا کہ فلسطینی تحریکیں کہیں خود مختار نہ ہوجائیں ! خاص طور پر'' تحریك الفتح'' سے انہیں خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ وہ

جمال عبدالناصر کی خدمات سے آزاد ہوجائے گی اس لیے جمال عبدالناصر نے اپنی سرپرستی میں تحریک آزادی کی بنیادرکھ دی !

''تحريك الفتح'' 1975ء سے سرگرم عمل تھی، 1948ء سے پہلے والی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے'' تحريك الفتح'' نے عہد کیا کہ فلسطین کی آزادی کا صرف ایک ہی طریقہ مسلح عمل ہے ! خالص فلسطینی تحریک اور قیادت ہونے کی وجہ سے'' تحريك الفتح'' فلسطین کی سب سے زیادہ ہردلعزیز تحریک بن گئی تھی ! فروری 1969ء میں یاسر عرفات نے تحریک کی قیادت سنبھالی اوراس کے ساتھ فدائی تحریکیں اس تحریک میں شامل ہوتی گئیں ! ! 1974ء میں عرب ریاستوں نے'' الفتح'' کو فلسطین کی واحد قانونی تحریک کے طور پر تسلیم کرلیا ! اقوام متحدہ نے بھی اسی سال اس تنظیم کی اقوام متحدہ میں بطور فلسطینی عوام کی واحد نمائندہ تنظیم کے رکنیت تسلیم کرلی !

(۱۹) متحدہ عرب فوجیوں کی شکست :

1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ! اگلے چند ہی دنوں میں فلسطین کی باقی اراضی پر بھی اسرائیل کا قبضہ ہوگیا ! مغربی کنارے کا مشرقی علاقہ جہاں القدس واقع ہے یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا ! غزہ کا ایک حصہ، سوریا میں واقع گولان کا پہاڑی سلسلہ اور مصر کا صحرائے سیناء بھی اسرائیل کے قبضے میں چلا گیا اوراس کے ساتھ ہی اسرائیل نے مزید تین لاکھ تیں ہزار فلسطینی ملک بدر کردیے۔ (جاری ہے)

قطب الاقطاب شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے آڈیو بیانات (درسِ حدیث) جامعہ کی ویب سائٹ پر سنے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.jamiamadniajadeed.org/bayanat/bayan.php?author=1

اخبار الجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور﴾

بحمد اللہ خانقاہِ حامدیہ میں حسبِ معمول گزشتہ برسوں کی طرح اس برس بھی رمضان المبارک میں ملک کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے سالکانِ طریقت نے جامعہ کی مسجد حامدؒ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں اعتکاف کیا اور سلوک واحسان، ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ومصروف رہے۔ حضرت کی جانب سے مسترشدین ومریدین کے لیے کچھ اجتماعی اعمال اور کچھ حسبِ حال ہر ایک کے لیے انفرادی اعمال کی ہدایات تھیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۲۷ رمضان المبارک کو بعد نمازِ ظہر خانقاہِ حامدیہ میں حضور اَقدس ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت بھی کروائی گئی، اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے متمتع فرمائے، آمین۔

۱۲ رمضان/ ۲۳ مارچ کو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا محمد صابر صاحب عمرہ کی سعادت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے ، ۱۱ شوال/ ۲۰ اپریل کو بخیر وعافیت واپس تشریف لے آئے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۶ شوال ۱۴۴۵ھ/ ۱۵ اپریل ۲۰۲۴ء کو جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم اہل خانہ کے ہمراہ عمرہ کی سعادت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے، ۲۱ شوال ۱۴۴۵ھ/ ۳۰ اپریل ۲۰۲۴ء کو بخیر وعافیت واپس تشریف لے آئے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۱۱ شوال المکرّم ۱۴۴۵ھ/ ۲۰ اپریل ۲۰۲۴ء سے جامعہ مدنیہ جدید میں نئے تعلیمی سال کے داخلے شروع ہوئے اسی روز سے جامعہ میں تعلیم شروع ہوگئی والحمد للہ !

وفیات

☆ ۲۹ر رمضان ۱۴۴۵ھ/ ۹ر اپریل ۲۰۲۴ء کو ڈپٹی کلکٹر رانا ظہیر بابر صاحب کے بھائی رانا لقمان صاحب پھول نگر میں وفات پاگئے۔

☆ یکم شوال ۱۴۴۵ھ/ ۱۰ر اپریل ۲۰۲۴ء کو فاضل جامعہ مولانا رانا سلیم صاحب کے حقیقی تایا رانا جمیل خاں صاحب مختصر علالت کے بعد پھول نگر میں وفات پاگئے۔

☆ ۱۶ر اپریل کو جمعیة علماء اسلام تحصیل کینٹ لاہور کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل حاجی عقیل انور صاحب لاہور میں انتقال فرماگئے۔

☆ ۱۶ر اپریل کو جمعیة علماء اسلام کی مجلس عاملہ لاہور کے ممبر جناب ہاشم تہامی صاحب ایڈووکیٹ کے بھائی عطاء الرحمٰن صاحب بوجہ ہارٹ اٹیک اچانک وفات پاگئے۔

☆ ۱۸ر اپریل کو مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر حضرت مولانا احمد میاں صاحب حمادی طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔

☆ ۲۲ر اپریل کو حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی ؒ کے صاحبزادے، مولانا محمد الیاس صاحب چنیوٹی ایم پی اے کے بھائی حضرت مولانا محمد ادریس صاحب چنیوٹی ؒ چنیوٹ میں انتقال فرماگئے۔

☆ ۲۸ر اپریل کو جمعیة علماء اسلام تحصیل چنیوٹ کے امیر، جامعہ مدنیہ لاہور کے قدیم فاضل و سابق ناظم تعلیمات حضرت مولانا محمد عارف صاحب بوجہ ہارٹ اٹیک اچانک چنیوٹ میں انتقال فرماگئے۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر پندرہ ہزار روپے (15000) لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

+92 - 333 - 4249302   +92 - 333 - 4249301

+92 - 323 - 4250027   +92 - 345 - 4036960

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (2-7914-100-020-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249302
+92 335 4249302
+92 333 4249302 (WhatsApp)
jamiamadniajadeed (YouTube)
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed (Facebook)
jmj_raiwindroad (Twitter)
jamiamadniajadeed.org